اندرونی صفحات میں

- روشن خیال ایجنڈا
- شہر کا ماسٹر پلان موجود نہیں
- حکیم محمد سعید کے چراغ
- مردہ مچھلیوں کی داستان

شہری

شہری

برائے بہتر ماحول

جولائی تا دسمبر 2006ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے ۔۔۔ مارگریٹ میڈ

کراچی 2025ء میں ۔ ایک بہتر کل کا تصور

کراچی کا شمار دنیا بھر کے چند بڑے کاسموپولیٹن شہروں میں ہوتا ھے جہاں آبادی میں مسلسل اضافہ شہر کے بنیادی ڈھانچے کو بتدریج کمزور کر رھا ھے۔ "شہری" نے اس موضوع پر حال ھی میں ایک سیمینار کا بھی اهتمام کیا۔

کراچی مواقع کا شہر ہے۔ جہاں ملک بھر سے لوگ روزگار کی تلاش میں آتے ہیں اور پھر یہیں کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آبادی میں مسلسل اضافہ شہر کے معمولات میں شامل ہے۔ اس کے ساتھ ہی شہری سہولتوں اور وسائل میں بتدریج کمی ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ یہ لازمی ہے کہ کراچی کے مستقبل کے لیے ماہرانہ منصوبہ بندی کی جائے۔

کراچی اب سے 20-19 سال بعد کیسا ہوگا؟ شہری برائے بہتر ماحول کی جانب سے ''کراچی 2025ء کا تصور'' کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا جس میں اہل نظر شہریوں اور ماہرین نے شرکت کی۔ مذاکرے کے شرکا نے کراچی کو ایک فعال، خوبصورت، بے مثال طرزِ حکومت، اعلیٰ ترین منصوبہ بندی اور تمام تر بنیادی سہولتوں سے لیس ایک شہر کا تصور باندھا۔ یعنی:

1- کراچی کا ماسٹر پلان فطری ماحول اور ثقافتی ورثے کا لحاظ کرے گا۔ اکثریتی آبادی جس میں نچلے اور نچلے متوسط طبقے کی ضروریات کو ترجیح دی جائے گی اور زمین کا استعمال معاشرتی اور ماحولیاتی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کیا جائے گا۔

←

ڈونگی پارک کا معاملہ

پارک اور کھیل کے میدان کسی بھی صحت مند کمیونٹی کا ایک لازمی اور صحتمند جزو ہوتے ہیں جس کے بغیر شہری منصوبہ بندی مکمل نہیں ہوتی۔ پارک کمیونٹی کے کم مراعات یافتہ طبقے کے لیے معیار کو وجود میں لاتے ہیں، سیر و تفریح اور آرام کے مواقع مہیا کرتے ہیں اور جمہوریت اور آزادی کے تصور کو تقویت پہنچاتے ہیں۔

ڈونگی گراؤنڈ پارک ایم ایم عالم روڈ پر گلبرگ II کے مرکز میں واقع ہے۔ یہ واحد پارک ہے جو 5 سے 16 ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ ایک مکمل کھیل کا میدان ہے جسے پورا گلبرگ کھیل اور بیرونی صحتمندانہ سرگرمیوں کے لیے استعمال کرتا ہے گلبرگ کی کل آبادی (تقریباً 600,000) اس کی مرکزیت کے باعث اس سے مستفید ہوتی ہے۔ (باقی صفحہ 3 پر ملاحظہ فرمائیے)

←

شہری

جی 206 بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس
کراچی۔75400، پاکستان
ٹیلی فون/ فیکس 92-21-453-0646
92-21-438-2298
E-mail: Shehri@cyber.net.pk
(Web site) www.shehri.org

ایڈیٹر: سمیرا نعیم

انتظامی کمیٹی:
چیئرپرسن: رونالڈ ڈی سوزا
وائس چیئرپرسن: الیس رضا علی گردیزی
جنرل سیکریٹری: امبر علی بھائی
خزانچی: شیخ رضوان عبداللہ
ارکان: خطیب احمد، ڈیرک ڈین، حنیف اے ستار
شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر: سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: ریحان اشرف
بانی ارکان:
نوید حسین، قاضی فائز عیسیٰ
حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی
زین شیخ، خالد ندوی، قیصر بنگالی

قلمکاروں کی ضرورت:
شہری نیوز لیٹر طلبا، ماہرین ماحولیات/تعمیرات اور ماحولیات میں دلچسپی رکھنے والے شہریوں میں مقبول ہے۔ آپ بھی ''شہری'' کے لیے لکھیے۔ اس ضمن میں معلومات کے لیے ''شہری'' کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔
شہری کی رکنیت ''شہری برائے بہتر ماحول'' کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو ''شہری'' کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔
ایڈیٹر/ ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
لے آؤٹ اور ڈیزائن:
حیاء الدین حیات
پروڈکشن: انٹرپریس کمیونی کیشن (IPC)
مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن
رکن IUCN دی ورلڈ کنزرویشن یونین

بلڈنگ کنٹرول باضابطہ تعمیرات اور صحتمند ماحول کو یقینی بنائے گا۔

2- فطری آفات، بیماری/ وبا، جرائم اور تشدد سے نمٹنے کے لیے ایک نظام قائم کیا جائے گا۔ غریب اور امیر لوگ الگ تھلگ نہیں رہیں گے اور سڑکیں رکاوٹوں کے بغیر رواں ہوں گی۔

3- سیاستدان، منصوبہ ساز اور شہری باہمی تبادلہ خیال سے اکثریت کی ضروریات کا خیال کریں گے۔ منصوبہ ساز ادارے سیاسی اور مداخلت سے آزاد ہوں گے اور محققین سیاسی لائحہ عمل میں اپنی مفید رائے دیں گے۔

عملدرآمد کرنے والی ایجنسیاں اہل اور شہریوں کے لیے جوابدہ ہوں گی۔ زمین مختار ایجنسیاں، میونسپلٹیز (کنٹونمنٹ بورڈ، کراچی پورٹ ٹرسٹ وغیرہ) سی ڈی جی کے کے ماتحت ہوں گی اور حلقہ بندی اور تعمیراتی ضواط شہریوں کے حق میں ہوں گے۔ پیدل چلنے والے، خصوصاً بزرگ اور معذور بادشاہ ہوں گے۔ بالائی ماس ٹرانزٹ نظام شہر کے قدیم علاقوں سے نہیں گزرے گا اور تمام پبلک ٹرانسپورٹ سی این جی پر چلے گی۔ مال کی نقل وحرکت، بندرگاہ سے پپری تک رل کے ذریعے ہوگی۔

4- ماحول کی حفاظت کی جائے گی جن میں قدیم ورثہ، ساحل اور جنگلات شامل ہوں گے۔ تمام منصوبے اور پراجیکٹ پائیداری کی بنیاد پر ہوں گے جو اس امر کی یقین دہانی کرائیں گے کہ کرہ ارض کا قتل نہیں ہوگا۔

5- ٹاؤن اور ضلعی یونین کونسلوں کے ناظم اور نائب ناظم براہ راست منتخب ہوں گے اور شہری کمیٹیاں ان کی کارکردگی پر نظر رکھیں گے۔

6- تمام ترقیاتی منصوبوں کی عوامی سماعت ہوگی جن کے بارے میں اشتہار دیا جائے گا اور کارپرداز کمیٹی اس کی نگرانی کرے گی۔ ہر منصوبہ واحد پراجیکٹ انچارج کی ذمہ داری ہوگی اور ان کا حساب کتاب ہر تین ماہ بعد شائع کیا جائے گا۔ گورنمنٹ کی ہر ایجنسی ہر سال زمینی املاک کی سہولت، ان کا استعمال اور قیمت شائع کرے گی۔

7- ترقیاتی کام مقامی وسائل سے کیے جائیں گے نہ کہ آئی ایف آئی یا دیگر ڈونرز کے تعاون سے۔

8- سرکلر ریلوے فعال ہوگی اور اسے شہر کے مضافات تک بڑھا دیا جائے گا۔ کراچی میں بی آر ٹی نظام کے لیے سی ڈی جی کے کی تجاویز پر عملدرآمد ہو چکا ہوگا۔ تھوک اور مصنوعات کی مارکیٹ پرانے علاقوں سے شمالی بائی پاس اور قومی شاہراہ پر مستقل ہو چکی ہوگی۔ تیل کی پائپ لائن کی قومی شاہراہ تک توسیع ہو چکی ہوگی تاکہ روزانہ 25000 ٹینکرز کو شہر میں داخل ہونے سے روکا جا سکے۔

9- تمام عقیدوں اور کمیونٹیز سے متعلق عالمی معیار کے میوزیم، موسیقی، ڈرامہ، پرفارمنگ آرٹس اور دیگر ثقافتی سرگرمیاں جاری رہیں گی جن میں عام لوگوں کی شرکت کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ لوگ رواداری ہوں گے اور وہ دوسروں کے مذہب اور سیاسی وابستگی کی قدر کریں گے اور تنوع کو رفعت دی جائے گی۔

10- موجودہ کچی آبادیوں کا معیار بڑھایا جائے گا اور رہائشیوں کو بے دخل نہیں کیا جائے اور نچلی متوسط آمدنی والے گروہوں کو ایک سوشل ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت گھر اور پلاٹ دیے جائیں گے۔

11- او پی پی کی تشکیل کردہ سیوریج اور ڈرینج کی تجاویز پر عملدرآمد کیا جائے گا اور صاف کیے بغیر آلودہ پانی سمندر میں نہیں جائے گا۔ حکومت کی ٹاسک فورس کی ٹھوس فضلے کے انتظام کی تجاویز پر عملدرآمد کیا جائے گا اور ری سائیکلنگ کی صنعت شہر سے زمین بھرنے کے علاقے میں منتقل کر دی جائیں گی۔ کراچی کے باثروت علاقوں میں مرکزی پلانٹ سے پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا اور میونسپل کی جانب سے نچلی اور نچلی متوسط آبادیوں کو پانی فراہم کیا جائے گا۔

12- حکومت قانون کی پاسداری کرتے ہوئے سب کے لیے بلاامتیاز عدل و انصاف کا اطلاق کرے گی۔

شہری کے اس سیمینار میں آرکیٹیکٹ عارف حسن، آرکیٹیکٹ عارف بلگرامی، رونالڈ ڈی سوزا، فرحان انور، سینیٹر رخسانہ زبیری اور امبر علی بھائی نے خطاب کیا۔

کراچی کا ماسٹرپلان فطری ماحول اور ثقافتی ورثے کا لحاظ کرے گا۔ اکثریتی آبادی جس میں نچلے اور نچلے متوسط طبقے کی ضروریات کو ترجیح دی جائے گی اور زمین کا استعمال معاشرتی اور ماحولیاتی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کیا جائے گا

ڈونگی پارک کا معاملہ

حرص بمقابلہ عوامی مفاد

یہ پارک 1950ء کے ابتدائی عشرے میں وجود میں آیا جب یہ گلبرگ اسکیم نمبر 11 کے لیے بنائے جانے والے ماسٹر پلان کا حصہ بنا۔ اس وقت سے یہ ایک عوامی پارک اور عوامی کھیل کے میدان کی حیثیت سے استعمال ہو رہا ہے۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں خصوصاً بچوں کے لیے ایک تفریح گاہ ہے۔ اس کے نزدیک واقع اسکولوں (سینٹ میری اور اسکول برائے اسپیشل چلڈرن) کے طلباء اور علاقے کے کم مراعات یافتہ بچے بھی اس کھیل کے میدان کو مستقل استعمال کر رہے ہیں۔

ڈونگی پارک کو کرکٹ فٹبال اور ہاکی وغیرہ کھیلنے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ مختلف ٹورنامنٹس اور میچوں کا انعقاد بھی مستقل بنیادوں پر ہوتا رہا ہے۔ پاکستان کرکٹ بورڈ (پی سی بی) نے اسے بطور کرکٹ گراؤنڈ تسلیم کیا اور اسے ایک طویل عرصے تک سروس انڈسٹری کی سرپرستی حاصل رہی جو اس میدان میں کرکٹ ٹورنامنٹس اور تربیت کا انعقاد کرتی تھی۔

ڈونگی گراؤنڈ سروسز کولٹس اور ایگلٹس جیسے کئی کرکٹ کلبوں کا بھی کھیلنے کا میدان تھا۔ بہت سے فرسٹ کلاس کرکٹرز مثلاً آفتاب گل، عاقب جاوید، سرفراز نواز، پرویز جمیل ہیرا اور مصباح الحق وغیرہ کا یہ تربیتی میدان تھا۔ نیز یہ عیدگاہ بھی رہا۔

ایک دن اس پارک کے اطراف چھ فٹ اونچی لوہے کی چادریں لگا کر اسے بند کر دیا گیا۔ ایک عرصے تک علاقے کے مکین یہی سمجھتے رہے کہ پارک کی تزئین و آرائش کی جارہی ہے۔ معلومات حاصل کرنے پر عقدہ کھلا کہ ایک غیر ملکی کمپنی آئی میکس کے تعاون سے ایک شاپنگ/تفریحی مال کی تعمیر ہوگی جس میں سینما گھر بھی بنائے جائیں گے۔

اس اطلاع پر علاقے کے مکینوں نے فوراً ایک رٹ پٹیشن دائر کی جو عوامی مفاد کے لیے تھی جسے پیشہ ورانہ فیس کے بغیر دائر کیا گیا تھا۔ زمین کے استعمال کی تبدیلی کے بارے میں اطلاع ملتے ہی متعلقہ معلومات حاصل کر کے بہت کم وقت میں یہ پٹیشن دائر ہوئی تھی۔ مکینوں نے دعویٰ کیا کہ پارک کو ایک شاپنگ مال اور سینما ہاؤس میں غیر قانونی طور پر تبدیل کیا گیا ہے۔ پارک کے صحتمندانہ استعمال کو چند افراد کے مفاد پر قربان کر دیا گیا ہے۔ گلبرگ کے واحد کھیل کے میدان کو حرص اور ذاتی مفاد کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔

ادارہ ترقیات لاہور (ایل ڈی اے) کی جانب سے مدعا علیہ کمپنی کو عوامی پارک کی غیر قانونی منتقلی اور پارک سے غیر قانونی تعمیرات نے درخواست گزاروں کو ششدر کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن نمبر 1226/06 دائر کی۔ ہائی کورٹ نے غیر قانونی تعمیرات کے خلاف فوری طور پر حکم امتناعی بتاریخ 23 فروری 2006ء کر دیا۔ لیکن مدعا علیہان نے عبوری حکم کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ دعویٰ کو برقرار رکھنے کے بارے میں دونوں فریقوں کے دلائل سننے کے بعد ڈویژن بینچ نے پٹیشن کو قبول کر لیا اور واحد جج کے جاری کردہ عبوری حکم بتاریخ 9-3-2006 کو بھی معطل کر دیا۔

درخواست گزاروں کو 9 مارچ 2006ء کے اس حکم اور بعد میں بڑے بینچ کے سامنے رٹ پٹیشن کو پیش کرنے سے دکھ اور مایوسی ہوئی کیونکہ اس میں فیصلہ لکھنے والے جج کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ یہ محسوس کیا گیا کہ ایک عبوری حکم جو پٹیشن عدالتی دائرہ اختیار میں جاری کیا گیا وہ قانون اصلاحات آرڈی نینس 1972ء کی دفعہ 3(3) کی روشنی میں قابلِ اپیل نہیں ہے۔

درخواست گزار یہ محسوس کرتے تھے کہ معزز ڈویژن بینچ کے سامنے صرف آئی سی اے کو برقرار رکھنے کا سوال تھا جبکہ آئی سی اے کو قبول کر کے درخواست گزاروں کی درخواست امتناعی کو سنے بغیر ہی معزز واحد جج کے عبوری حکومت کو معطل کر دیا گیا۔ دیئے گئے حکم امتناعی کے استحقاق پر ایک لفظ بھی ریکارڈ نہیں کیا گیا۔

گلبرگ اسکیم کے ماسٹر پلان کو 1950ء کے اوائل میں منظور کیا گیا تھا جس میں واضح طور پر 5 سے 6 ایکڑ کے رقبہ زمین کو پبلک پارک/کھیل کے میدان کی حیثیت سے مختص کیا گیا۔ اس وقت سے پارک کو علاقے

سبق نہیں سیکھا گیا

سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے سامنے پیش ہونے والے متعدد مقدمات میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ پبلک پارک کو عوامی شرکت کے بغیر کسی تجارتی منصوبے میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ 2001ء کے سی ایل سی 1589 کے متعلقہ پیراگراف ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

پیراگراف 8(3) صفحہ نمبر 1596

ادارہ، پبلک پارک، کھلی جگہوں، کھیل کے میدان یا دیگر تفریحی پلاٹوں کو کسی دوسرے استعمال یا مقصد مثلاً رہائشی یا تجارتی یا حکومت کے حمایتی افراد کو الاٹ نہیں کیا جا سکتا۔ بااثر افراد کو فائدہ پہنچانے کے لیے تفریحی پلاٹوں سمیت جائیدادوں کی تبدیلی کے واقعات کا علم بھی کورٹ کو ہے۔ سبز پٹیوں، کھلی جگہوں اور تفریحی اور رہائشی پلاٹوں کی حیثیت سے الاٹمنٹ ہوتی ہے اور وہاں پیٹرول پمپ وغیرہ قائم ہوتے ہیں۔ تبدیلی کے بااختیار جماعتوں کے سیاسی گٹھ جوڑ کے باعث بری طرح استعمال کیا گیا ہے۔ تفریحی پلاٹ کی تبدیلی کے اختیار کو واپس لے کر تفریحی پلاٹوں کی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے۔

پیراگراف 8(3) صفحہ نمبر 1496-1596

عبدالرزاق کے کیس پی ایل ڈی 1994 لاہور کے 512 میں متعلقہ مشاہدات مندرجہ ذیل تھے "ہم اس نقطے کا اظہار کر سکتے ہیں کہ حکم کے تحت بھی کے ڈی اے اعتراضات طلب کیے بغیر اور سرکاری احکامات لیے بغیر کسی تفریحی پلاٹ کے استعمال کو تبدیل کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ یہ بتایا جا سکتا ہے کہ حکم کے مذکورہ بالا واضح آرٹیکل کی موجودگی کے باوجود صوبائی حکومت نے مندرجہ آرٹیکل کو درخور اعتنا نہیں سمجھا اور تفریحی پلاٹوں کو تبدیل کیا۔ چنانچہ کراچی کے شہریوں کو پارکس اور کھیل کے میدانوں سے محروم کیا گیا جس سے شہر میں ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہوا ہے۔

عدالت نے سنے پلیکس کی تعمیر روک دی

سپریم کورٹ نے 17 اگست 2006ء کو صوبائی حکومت پنجاب اور پنجاب انٹرٹینمنٹ کمپنی کو ایک ایسے منصوبے پر کام کرنے سے روک دیا جس کے تحت ایم ایم عالم روڈ گلبرگ پر واقع ڈونگی گراؤنڈ پر ایک جدید سینما اور شاپنگ سینٹر تعمیر کیا جاتا۔

معزز عدالت نے کراچی کی ایک این جی او شہری۔سی بی ای (شہری برائے بہتر ماحول) کی دائر کردہ پٹیشن کو قبول کرنے کا حکم جاری کیا۔ صحافی اردشیر کاؤس جی اور علاقے کے گیارہ رہائشی افراد نے ایڈووکیٹ سید منصور علی شاہ نے یہ پٹیشن دائر کی تھی۔

لاہور ہائیکورٹ کی فل بینچ نے گزشتہ ماہ آئینی رٹ پٹیشن کو رد کر دیا تھا۔ اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی تھی جس میں عوامی مفاد میں تجارتی منصوبے کو چیلنج کیا گیا تھا جس کی بنیاد قانونی تقاضوں کو پورا کیے بغیر رکھی گئی تھی۔

چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے ایک بینچ نے رٹ پٹیشن کو بحال کر دیا اور لاہور ہائیکورٹ کو پٹیشن کی سماعت کے لیے ایک وسیع تر بینچ کی تشکیل کی ہدایت بھی دی جس میں جسٹس محمد سعید اختر بھی شامل ہوں گے جنہوں نے 23 فروری 2006ء کو تعمیری کام کو روکنے کا حکم جاری کیا تھا۔

عدالت نے لاہور ہائیکورٹ کے ڈپٹی رجسٹرار (جوڈیشل) کو بھی ہدایت دیں کہ وہ ان الزامات کا جواب دیں کہ انہوں نے پٹیشنز کی پہلی درخواست کیوں واپس کی جس میں بینچ کو وسیع تر کرنے اور اس میں جسٹس سعید اختر کو شامل کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ درخواست ناقابل عمل ہے۔ اس طرح انہوں نے انصاف تک رسائی کے حق کو رد کیا ہے۔معزز عدالت نے لاہور ہائیکورٹ کے رجسٹرار آفس کو یہ ہدایت بھی کی کہ مستقبل میں کسی بھی پٹیشن یا آئینی درخواست کو مقدمے کی پیروی کے قابل نہ سمجھ کر واپس نہ کیا جائے بلکہ اسے تصفیے کے لیے بینچ کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔

پنجاب انٹرٹینمنٹ کمپنی کو صوبائی حکومت کے ایک حکم کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ جو 3.5 بلین روپے کے منصوبے کو پایہ تکمیل کو پہنچاتی، جس کے لیے ڈونگی گراؤنڈ پر چھ ایکڑ زمین بھی الاٹ کی گئی۔ درخواست گزار نے منصوبے کو اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ ایک پبلک پارک کو تجارتی مرکز میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ دیگر دو درخواست گزاروں نے یہ جواز دیا کہ پنجاب کمپنی کو یہ زمین وزیراعلیٰ کے حکم سے منتقل ہوئی ہے جو یہ حکم جاری کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ درخواست گزاروں نے یہ وکالت بھی کی کہ حکومت پنجاب نے ایک تجارتی منصوبے کا آغاز کر کے 1973ء کے آئین کی بعض شقوں کی خلاف ورزی کی ہے جن کے تحت پبلک سیکٹر صرف عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے اور کسی تجارتی منصوبے کا آغاز نہیں کر سکتا۔

❀❀❀

عوامی مفاد کی پامالی

باغات تفریح اور صحت کی سہولتیں بہم پہنچا کر نہ صرف معاشی زندگی کے معیار کو بہتر بناتے ہیں بلکہ ماحول کی بحالی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ ہوا کی تازگی برقرار رکھتے ہیں اور بارش کے پانی کو جذب کرتے ہیں۔ معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے باغات کی تعداد میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ غیر قانونی قبضہ اور تعمیر نے آرٹیکل 9 اور زندگی کے حق اور بڑھتے ہوئے ترقی کے معیار زندگی کو پامال کیا ہے۔ زمین جو ایک بار پبلک پارک کی حیثیت سے مختص ہو جائے تو وہ قومی ملکیت بن جاتی ہے اور اس کی بازیافت یا ترمیم ممکن نہیں۔ اعتراض شدہ یہ منصوبہ عوامی ملکیت کے اصول نظریے کے منافی ہے جو زندگی کے حق کا جزو بنتا ہے۔

قرارداد مقاصد میں سماجی اور قانونی انصاف کو مقدس سمجھا گیا ہے جو آئین کے ایک وسیع حصے پر محیط ہے اور اس آئین میں تحریر کردہ ان مقدس اصولوں سے انحراف کسی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ عوامی مفاد سب سے بلند اور برتر ہے اور اسے چند افراد کے ذاتی مفاد [illegible] قربان نہیں کیا جاسکتا چاہے وہ کتنے ہی طاقتور کیوں نہ ہوں۔

قانون کو نظر انداز کرنا

تحفظ ماحولیات پاکستان ایکٹ 1997ء (پی ای پی اے) کا سیکشن 12 واضح طور پر یہ کہتا ہے کہ کوئی بھی منصوبہ اس وقت تک شروع نہیں کیا جاسکتا جب تک ماحولیاتی اثرات کا ایک اندازہ (ای آئی اے) مرتب نہ کیا جائے۔

پی ای پی اے کے مطابق ای آئی اے سے مراد ایک ایسا ماحولیاتی مطالعہ ہے جس میں حقائق جمع کرنا، معیار اور اعداد کے اثرات کی پیش گوئی، متبادل کا تقابل، انفرادی تدابیر کی تشخیص شدت میں کمی اور تلافی کرنے والے اقدامات، ماحولیاتی انتظام کی تشکیل اور ترقی منصوبے، مانیٹرنگ کا بندوبست اور سفارشات کو وضع کرنا شامل ہے۔

ایک بار ای آئی اے مرتب ہو جائے تو ای پی ڈی/ای پی اے سے اس کو منظور کروانا ضروری ہے۔ پی ای پی اے کی احتیاجات کسی بھی منصوبے کو شروع [illegible] سے پہلے ایک ای آئی اے مرتب کرنا لازم ہے۔ مذکورہ منصوبے میں ایسا کوئی ای [illegible] سے مرتب نہیں کیا گیا۔

کے رہائشی افراد مختلف تفریحی مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں خصوصاً علاقے کے بچے اس جگہ کو کھیلوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ایک ایسے پارک کو جسے کرکٹ اور فٹ بال کے لیے منظور کیا گیا ہو۔ اسے ایک سینما ہاؤس میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ مسترد کردہ تبدیلی ایل ڈی اے ایکٹ 1975ء کے خلاف اور ملک کی اعلیٰ عدالتوں کے طے کردہ قانون کے برخلاف ہے۔

کمیونٹی اور درخواست گزاروں نے پارک سے منسلک جائیدادوں میں سرمایہ کاری کی تھی۔ کیونکہ پارک کی جائز توقعات کہ ایل ڈی اے منصوبے سے یکطرفہ طور پر انحراف نہیں کرے گا۔ درخواست گزاروں اور کمیونٹی کے ایک بڑے حصے کو پارک کی صورت میں موجود ایک تفریحی پلاٹ سے محروم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ ایک بار ایل ڈی اے کے منظور کردہ ماسٹر پلان کا حصہ بن چکا تھا اور 1950ء سے زیر استعمال ہے۔

(باقی صفحہ 22 پر ملاحظہ فرمائیں)

شہری برائے بہتر ماحول کی سالانہ جنرل باڈی میٹنگ منعقدہ شہری آفس بتاریخ 27نومبر2006 کی روداد

شہری سرگرمیاں

شہری رپورٹ

شہری کی سالانہ جنرل میٹنگ

منعقدہ 27 مئی 2006ء (شہری آفس)

شہری برائے بہتر ماحول کی سولہویں سالانہ جنرل میٹنگ کا انعقاد 27 مئی 2006ء کو شام 5 بجے شہری سی بی ای کے رجسٹرڈ آفس 206۔جی، بلاک2۔ پی ای سی ایچ ایس۔کراچی میں ہوا۔جس میں مندرجہ ذیل امور طے پائے۔

کارروائی

1- 4 جون 2005ء کو ہونے والی 14 ویں سالانہ جنرل میٹنگ کی کارروائی کے خلاصے کی تصدیق۔

15 ویں سالانہ جنرل میٹنگ کی کارروائی کے خلاصے کی تصدیق کی گئی۔

2- شہری کی جنرل سیکریٹری کی تیار کردہ 2005ء کے لیے شہری کی سرگرمیوں کی رپورٹ کی منظوری۔

جنرل سیکریٹری امبر علی بھائی نے سال 2005ء کے لیے شہری کی سرگرمیوں کا خلاصہ پیش کیا جس کی تفصیل سالانہ رپورٹ 2005ء میں موجود ہے۔

محمد علی رشید نے انہیں تجویز کیا اور ڈاکٹر سید رضا علی گردیزی نے ان کی تائید کی اور سالانہ سرگرمیوں کی رپورٹ کو قبول کرلیا گیا۔

3- 31 دسمبر 2005ء کو ختم ہونے والے سال کے لیے آڈٹ شدہ کھاتوں کے گوشواروں کی منظوری۔

شہری۔سی بی ای۔ کے خزانچی شیخ رضوان عبداللہ نے کھاتوں کے گوشواروں کو پڑھ کر سنایا۔سید۔اے متین نے انہیں تجویز کیا اور سید محی الدین احمد نے ان کی تائید کی اور آڈٹ شدہ کھاتوں کو تسلیم کرلیا گیا۔

4- دسمبر 2004ء کو ختم ہونے والے سال کے کھاتوں کو ایم/ایس حیدر اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹینٹس نے آڈٹ کیا تھا)۔ انکم ٹیکس آرڈی نینس 2001 کے یو/ایس 2(36) کا انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری ہونے سے انکم ٹیکس کمشنر کمپنی زون کی ہدایت کے مطابق ایسوسی ایشن کے ترمیم شدہ آرٹیکلز کی منظوری۔

ترامیم پڑھ کر سنائی گئیں۔ خطیب احمد نے انہیں تجویز کیا اور محمد علی رشید نے ان کی تائید کی۔ مجلس عاملہ نے کمشنر انکم ٹیکس۔ کمپنی زون V کی ہدایت کے مطابق ایسوسی

شرکاء اراکین مجلس انتظامیہ

رولانڈ ڈی سوزا
چیئرپرسن
ڈاکٹر سید رضا علی گردیزی
نائب چیئرپرسن
امبر علی بھائی
جنرل سیکریٹری
شیخ رضوان عبداللہ
خزانچی
خطیب احمد
ایگزیکٹو رکن
ڈیرک ڈین
ایگزیکٹو رکن
حنیف اے ستار
ایگزیکٹو رکن
اراکین مجلس عاملہ
برجوریٹ ڈین
سید اے متین
نثار حسین بلوچ
مصلح الدین احمد
جا ئیلا احمد
محمد علی رشید
مدعو کیا گیا
فاروق ندیم۔ فراز ندیم۔ مدیحہ نثار

ایشن کے ترمیمی آرٹیکلز کی منظوری دی۔

5- این جی او آر سی کی پیش کردہ تجاویز کے مطابق دفعہ III، ضمنی دفعہ (i) میں ترمیم لائی گئی۔ اس کے مطابق ایسوسی ایشن کے میمورنڈم میں ترمیم لانے کے لیے ایک خصوصی قرارداد پاس کی گئی۔

''ماحولیات۔ بلدیاتی۔ سرکاری نمائندگی اور انتظامیہ۔ جرائم پر کنٹرول۔ ماحولیاتی آلودگی۔ کمیونٹی کی فلاح و بہبود۔ بلدیاتی/سرکاری مالیاتی کنٹرول اور تشخیص محاصل۔ صحت۔ عمارات کی تعمیر اور لینڈ ڈیولپمنٹ کنٹرول اور شہری خدشات و تحفظات کے دیگر معاملات۔ سرکاری شعبے میں اچھی حاکمیت سمیت ہر پہلو سے منسلک موجودہ قوانین۔ قواعد وضوابط اور یا مزاحمت یا مجوزہ قانون سازی سے متعلق تحقیق و تشہیر کرنا۔ ترتیب دینا اور معلومات کو پھیلانا''۔

خطیب احمد نے انہیں تجویز کیا اور محمد علی رشید نے ان کی تائید کی۔

6- 2005ء کے آڈیٹروں کی تقرری اور ان کے معاوضے کا تعین۔

حنیف اے ستار نے اسے تجویز کیا اور نثار بلوچ نے اس کی تائید کی اور آڈیٹروں کا معاوضہ طے کرلیا گیا۔

یہ طے کیا گیا کہ سال 2006ء کے لیے ایم/ایس حیدر اینڈ کمپنی کو بطور آڈیٹر تعینات کیا جائے گا اور ان کی فیس 6000 روپے ہوگی۔

7- دیگر معاملات

- محمد علی رشید نے تجویز دی کہ شہری اپنے ایک باعمل ''ہیلپ ڈیسک'' کی موجودگی کو مشتہر کرے۔
- سید اے متین نے شہری کی ویب سائٹ (www.shehri.org) کی باقاعدہ تجدید پر زور دیا تا کہ لوگوں کو شہری کی سرگرمیوں، پروگرام اور آنے والے ورکشاپوں/سیمیناروں کے بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل ہوسکیں۔ رونالڈ ڈی سوزا نے سید اے متین سے ویب سائٹ کی تجدید میں شہری کی معاونت کرنے کی درخواست کی۔
- نائیلہ احمد نے کہا کہ شہری کے تصور کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ ''شہری کیا ہے'' عام لوگوں کے ذہن میں صرف ایک ہی تاثر ہے کہ شہری عمارتوں کو منہدم کرنے میں ملوث ہے۔

امبر علی بھائی نے ممبران سے آگے آنے اور شہری کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی درخواست کی۔ انہوں نے اراکین سے شہری کی جاری سرگرمیوں کے لیے چندہ اور فنڈ اکٹھا کرنے کی بھی درخواست کی۔

محمد علی رشید نے مجلس عاملہ کے اراکین کی تعداد بڑھانے کی تجویز پیش کی۔

ایکیٹوسٹ کا آلہ کار: ای آئی اے کیا ہے؟

ماحولیاتی اثرات کو جانچنے یا تشخیص کی تعریف گوناگوں انداز میں کی گئی مثلاً

''انسانی ترقیاتی سرگرمیوں پر ماحولیاتی نتائج کی پیش گوئی اور نقصان دہ اثرات کو ختم یا کم کرنے کی مناسب منصوبہ بندی اور مثبت اثرات میں اضافے کا ایک ربی عمل''

''ماحول پر ایک منصوبے کے تحت ہونے والی سرگرمی کے اثرات کا تعین و تشخیص'' (اقوام متحدہ)

''ای آئی اے ایک مجوزہ عمل کے امکانی اثرات کی باقاعدہ۔ ازسرنو پیدا کرنے کے قابل اور بین الانضباتی تشخیص اور ایک مخصوص جغرافیائی علاقے کے مادی، حیاتیاتی، ثقافتی، سماجی اور معاشی صفات پر اس کے عملی متبادل ہیں'' (یو ایس ای پی اے۔ 1993)

''ایک سرگرمی جو نشاندہی۔ پیش گوئی۔ تشریح و ترجمانی اور معلومات کی فراہمی اور رفاہی اقدام یا انسانی صحت اور جس ماحولیاتی نظام پر انسانی بقاء کا دارومدار ہو اس کی فلاح و بہبود کی ترقیاتی تجاویز کے اثرات کے بارے میں ہو'' (سادو اراینڈ آل۔ 1994)

''ای آئی اے حالیہ یا مجوزہ اقدام کے مستقبل کے نتائج کی نشاندہی کرنے کا ایک باقاعدہ عمل ہے'' (بین الاقوامی ادارہ برائے تشخیص اثرات)

''ای آئی اے کے تین بنیادی اعمال ہیں۔

- مسائل کی پیش گوئی کرنا۔
- ان سے گریز کی راہوں کو تلاش کرنا۔
- مثبت اثرات میں اضافہ کرنا۔

''قانون تحفظ ماحولیات پاکستان ایکٹ 1997ء'' کے مطابق ای آئی اے سے مراد ایک ایسا ماحولیاتی مطالعہ ہے جو معلومات اور اعداد کو اکٹھا کرنے۔ صنعتی اور کمیتی اثرات کی پیش گوئی کرنے۔ متبادل کا مقابلہ کرنے۔ انسدادی۔ تلافی کن اور تخفیفی اقدامات کی تشخیص کرنے۔ ماحولیاتی انتظام کے ضابطے اور تربیتی منصوبے۔ مانیٹرنگ انتظامات اور تجاویز مرتب کرنے پر مشتمل ہے''۔

خطیب احمد

شہری کے تصور کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے
لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ ''شہری کیا ہے؟''
عام لوگوں کے ذہن میں صرف ایک ہی تاثر ہے
کہ شہری عمارتوں کو منہدم کرنے میں ملوث ہے

شہری سی بی ای اصلاحات حاکمیت کے لیے لبرل ایجنڈے کو اجاگر کرتا ہے جو جمہوری عمل کی تقویت اور معاشرے میں بدعنوانیوں کے خاتمے پر زور دیتا ہے

روشن خیال ایجنڈا:

جمہوری عمل کی تقویت انسانی حقوق کا تحفظ

شہری رپورٹ

حاکمانہ فرمانروائی۔ اختیارات کا غلط استعمال، سرپرستی اور مرکزیت مجموعی طور پر ناقص طرز حاکمیت کو جنم دیتے ہیں۔ بہت سے ممالک کو غریب اور ان کے شہریوں کو جمہوریت تعلیم اور موثر معاشی اور سماجی پالیسی کے فقدان کے باعث بے خبر اور بے علم رکھا جاتا ہے۔ اچھی حاکمیت کے لیے روشن خیال یا لبرل ایجنڈے کی توجہ، افراد کو اختیارات کی واپسی، اختیارات کی علیحدگی۔ غیر مرکزیت، شفاف پن، شہری اور سیاسی حقوق، آزادانہ تجارت، سماجی مارکیٹ، معیشت، غربت اور لاعلمی کے خلاف پالیسیوں اور بدعنوانی کے خلاف جنگ پر مرکوز ہے۔

حاکمیت

روشن خیال یا لبرل افراد کے مطابق اچھی حاکمیت کو مندرجہ ذیل باتوں کو فروغ دینا چاہیے۔

اے۔ جمہوریت کو تقویت دی جائے

- آزادی اظہار کی ضرورت کو فروغ دیا جائے کیونکہ یہ جمہوریت اور اچھی حاکمیت کی اوّلین ضرورت ہے۔
- حکومتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ محض اپنے حامیوں کو خوش نہ کریں بلکہ تمام شہریوں کے مفادات کو پیش نظر رکھیں اور خود کو ان کے سامنے ذمہ دار اور جواب دہ خیال کریں۔
- ایسی مضبوط پارلیمنٹ کی ضرورت کو فروغ دیا جائے جسے حکومت پر مؤثر کنٹرول ہو اور اسے اپنے قانون ساز ایجنڈے کو تیار کرنے کا حق ہو۔

> **ریاست اور مذہب کی مکمل علیحدگی کی ضرورت کو فروغ دیا جائے، قومی حکومت اور ماورا قومی اداروں میں شفافیت کو فروغ دینے کی ضرورت ہے**

- جمہوری کنٹرول اور ماورا قومی اداروں پر جواب دہی کے لیے مؤثر طریقہ کار کی ضرورت کو فروغ دیا جائے۔
- ریاست اور مذہب کی مکمل علیحدگی کی ضرورت کوفروغ دیا جائے۔
- قومی حکومت اور ماورا قومی اداروں میں شفافیت کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔
- یہ ضروری ہے کہ شہریوں کو معلومات تک رسائی حاصل ہو اور انہیں فیصلوں سے آگاہی میں کشادگی اور رسائی حاصل ہو۔ معلومات اور فیصلے شہریوں کے لیے قابل فہم ہونے چاہئیں۔
- جمہوری طور پر منتخب حکومت کا مسلح افواج، پولیس اور جاسوسی خدمات پر بالادستی کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔
- اختیارات کے نامناسب استعمال کی روک تھام کے لیے جانچ پڑتال اور توازن کی ضرورت کوفروغ دیا جائے۔
- اختیارات کے ایک غیر جانبدار اور مساوات کے فیصلے کو نافذ کرنے، عدلیہ کی خودمختاری، عدلیہ، قانون ساز اداروں اور انتظامیہ کے کردار کو مضبوط بنانے کی ضرورت کوفروغ دیا جائے۔
- حکومتوں کو انتخابات کی آزادی اور بین الاقوامی مانیٹرنگ کو قبول کرنے کی ضرورت کوفروغ دینا چاہیے۔
- جب بھی ممکن ہو امدادی اور غیر مرکزیت کے اصول کے نفاذ کی ضرورت کوفروغ دیا جائے اور شہری معاشرے کو وہ حق

لبرل فورم پاکستان کا تصور

لبرل فورم پاکستان کے اراکین یقین رکھتے ہیں کہ جمہوری سیاسی نظام پر رکھی گئی پارلیمانی اقدار کو تقویت دی جائے۔ ایل ایف پی آبادی کے بڑے غیر مراعات یافتہ طبقے خصوصاً عورتوں، بچوں اور مذہبی اقلیتوں کے لیے مثبت اقدام کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔ پاکستان جن سیاسی چیلنجوں سے دوچار ہے اس پر ایل ایف پی کا اختیار کردہ موقف درج ذیل ہے۔

انتخابی اصلاحات

- ایک آزادانہ الیکشن کمیشن کا قیام بہت ضروری ہے۔
- معاشرے کے تمام طبقوں کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے موجودہ انتخابی نظام کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

عدلیہ

- ایل ایف پی ایک خودمختار عدلیہ کا مطالبہ کرتی ہے جو ہر قسم کی مداخلت سے پاک ہو۔
- تمام متوازی عدالتی ڈھانچوں مثلاً وفاقی شرعی عدالت، انسداد دہشت گردی اور فوجی عدالتوں کو ختم کیا جائے۔
- ذات، مذہب اور جنس کا لحاظ کیے بغیر تمام شہریوں کو منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انصاف فراہم ہونا چاہیے۔
- بچوں، عورتوں، اقلیتوں اور دیگر کے خلاف تمام امتیازی قوانین کو ختم کیا جائے۔

حاکمیت

- بامعنی غیر مرکزیت اور تفویض اختیارات ہونی چاہیے۔
- تفویض اختیارات کی بنیاد اصول امداد پر ہونی چاہیے۔

معیشت

- ایل ایف پی کے اراکین ایک آزاد تجارتی معیشت کی وکالت کرتے ہیں جو اجارہ داریوں کی جانچ پڑتال کرنے اور صارفین کے حقوق کو یقینی بنانے کے مضبوط طریقہ کار سے لیس ہو۔
- ایل ایف پی عادلانہ اراضی اصلاحات اور ایک آزاد تجارتی معیشت کے اصولوں پر زرعی شعبے کی تنظیم کا مطالبہ کرتا ہے۔

ایل ایف پی ایسی زرعی مہارتوں کے فروغ کی حمایت کرتا ہے جو مقامی ماحول کے ہم مزاج ہو اور ان کی بنیاد پائیدار مہارتوں پر ہو جو مستقبل کی نسلوں کی فلاح و بہبود اور حقوق کو یقینی بنائیں۔

قانون سازی اور کام تفویض کیے جائیں جو اس سیاق و سباق کے اندر بہتر طور پر سرانجام دیئے جاسکیں۔

- ذرائع ابلاغ کی آزادی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے جس کی ضمانت قانون نے دی ہے اور عدالتوں نے اسے تقویت دی ہے۔
- ذرائع ابلاغ کے لیے ایک مسابقتی نظام اور کثرت آراء کی ضرورت کو فروغ دیا جائے۔

بی۔ انسانی حقوق کا تحفظ

- حکومتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے معاہدوں اور دیگر بین الاقوامی قانون بشمول بین الاقوامی کرمنل کورٹ پر پوری طرح عملدر آمد کریں۔
- انسانی۔ شہری اور سیاسی حقوق کو تسلیم کرنے اور نفاذ کو تقویت دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ آئین میں شامل ہو کر اقتصادی اور معاشرتی ترقی کو فروغ دے سکیں۔
- زیادہ سے زیادہ شہریوں کو اپنے مساوی حقوق سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے قابل بنانے کے لیے کم سے کم پرائمری سطح تک مفت تعلیم کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔
- قانونی رسائی اور مؤثر تلافی کی ضمانت کے لیے قانون کی بالادستی کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے، تاکہ غریب ترین شہریوں سمیت سبھی کو انصاف تک رسائی مل سکے۔ اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ قانون کے سامنے تمام لوگ مرد اور عورتیں، امیر اور غریب اکثریت اور اقلیت سبھی برابر ہیں۔
- کوئی بھی سزا سے مستثنیٰ نہیں ہے۔
- رواداری کو فروغ اور امتیاز کے خلاف

جنگ اور نسلی، قومی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے تحفظ کی ضرورت ہے۔

- تمام ممالک میں پیرس اور اصولوں کے مطابق آزاد قومی حقوق انسانی کے اداروں کے قیام کی ضرورت ہے تاکہ حقوق انسانی کا تحفظ اور فروغ ممکن ہو سکے۔

سی۔ سیاسی جماعتوں اور شہری معاشرے کی ترقی

- سیاسی جماعتوں کے مابین مسابقت، ذرائع ابلاغ تک مساوی رسائی اور عدالت میں قابل نفاذ شفاف اور منصفانہ انتخابی قوانین کی ضمانت کی ضرورت ہے۔
- قومی اور ماورا قومی پالیسی کی تیاری، قانون سازی اور تشخیص کے فیصلہ سازی کے عمل میں مقامی/ علاقائی حکومتوں کی شرکت کی ضرورت ہے۔
- جمہوریت کی تخلیق اور انسانی حقوق اور شہری معاشرے کو فروغ دینے میں این جی اوز کی شراکت کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے۔ انسانی آزادی اور جمہوری حاکیت کی ضمانت کے ساتھ جمہوری طور پر منتخب ہونے والی حکومتوں کے اختیار پر زور دینے کی ضرورت بھی ہے۔
- حکومتوں کو شہریوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ سیاست اور عوامی زندگی میں حصہ لیں۔
- مؤثر سیاسی جماعتوں اور انتخابی نظام کی ضرورت ہے تاکہ مساوات اور جمہوریت کو تقویت مل سکے۔
- شہری تعلیم اور سیاسی مباحثے میں سیاسی پارٹیوں کے کردار پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ اقتدار کے وسیلے کی حیثیت سے ان کا کردار اس کے سوا ہے۔
- سیاسی جماعتوں کے مالی معاملات کا مکمل طور پر شفاف ہونا ضروری ہے۔
- سیاسی جماعتوں کے لیے اندرونِ جماعت جمہوریت کو تقویت دینا اور اس کا نفاذ کرنا ضروری ہے۔
- سیاسی جماعتوں کو اقلیتوں کو اہمیت دینی چاہیے۔
- سیاسی جماعتوں کے مالی معاملات خصوصی انتخابی مہموں پر ہونے والے اخراجات سے متعلق واضح قوانین کی تخلیق اور ان کا نفاذ ضروری ہے۔

غربت کے خاتمے اور پائیدار ترقی کے لیے موثر سرکاری پالیسیوں کے ساتھ معیشت میں آزاد قواعد و ضوابط اور آزاد تجارت کے اتحاد کی ضرورت ہے۔

قانونی رسائی اور مؤثر تلافی کی ضمانت کے لیے قانون کی بالادستی کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ غریب ترین شہریوں سمیت سبھی کو انصاف تک رسائی مل سکے۔ اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ قانون کے سامنے تمام لوگ مرد اور عورتیں، امیر اور غریب اکثریت اور اقلیت سبھی برابر ہیں کوئی بھی سزا سے مستثنیٰ نہیں ہے

ایک روشن خیال فرد کی آواز

کراچی کے خطیب احمد لکھتے ہیں۔ ''آئی اے ایف کے تجربے سے جو سب سے اہم چیز میں نے سیکھی ہے کہ سیاستدانوں کو ان کے پیشے میں بطور سیاستدان تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی بہت اہم ہے کہ

جرمنی کے ٹیکس ادا کرنے والے/شہری اپنے نمائندوں (سیاستدانوں/ممبروں) کی تربیت پر رقم خرچ کرتے ہیں۔ میں نے انہیں علمی تکنیکی اور ماحولیاتی تربیت سے لیس پایا کہ وہی ملک کے حقیقی حکمران ہیں۔ ہمیں بھی مہم چلانی چاہیے کہ جرمنی کی طرح پاکستانی ریاست سیاستدانوں کی تربیت کے لیے رقم فراہم کرے۔ جب تک ریاست اس بارے میں سوچ و بچار کرے شہری معاشرے کو چھوٹے پیمانے پر ہی سہی اس تربیت کا آغاز کرنا چاہیے۔ اس ملک کے آزاد شہری/ ووٹروں کو بھی ''ملکیت'' کی ذمہ داری کو سنجیدگی سے لینے کے لیے تربیت کی ضرورت ہے۔ نوٹ کریں کہ اس ملک کے شہری تکنیکی طور پر (صرف کاغذ پر) ہمارے ملک کی ریکارڈ شدہ تاریخ کے چار ہزار برسوں میں سے تقریباً صرف پچاس برس سے ہی آزاد ہیں''۔

بشکریہ: آزادی کے شعلے کو روشن رکھو۔
آئی اے ایف کے دس برس۔ پاکستانی لبرلز اکٹھے کام کر رہے ہیں۔
ایف این ایس ٹی۔ پاکستان

کراچی کے بوسیدہ اور روبہ تنزل گردوپیش کے لیے شہری احیاء اور بحالی کے منصوبے کا آغاز کیا جائے جس کی بنیاد متاثرہ افراد کی بھرپور شرکت پر ہو

کراچی: شہر کا قابل عمل ماسٹر پلان موجود نہیں ہے

ایک شہر کو خوبصورت بنانے کے لیے سب سے پہلے اس بدنمائی کو دور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو زمینی منظر کو بگاڑتی ہے

شہری ماحول

فرحان انور

ہم زبردست قوت اور استعداد رکھنے والے شہر کے باسی ہیں۔ اس کا ارضی منظر بطور طبعی، فطری اور ماحولیاتی نظام (ecological) کے بہت متنوع ہے۔ آبادی متحرک اور تعلیم یافتہ ہے اور تیزی سے بڑھتا ہوا خدمات کا شعبہ ہے۔ یہ وہ چند صفات ہیں جو اس شہر کو دنیا کے کسی بھی بڑے شہر سے فخر کے ساتھ مقابلہ کرنے کی زبردست قوت فراہم کرتی ہیں۔

جب ہم کراچی کی تفریحی استعداد کے بارے میں بات کرتے ہیں تو عقدہ کھلتا ہے کہ خدا ہم پر بڑا مہربان رہا ہے۔ دنیا کے بہت کم ایسے بڑے شہر ہیں جو کراچی جیسے متنوع طبعی، فطری اور اجتماعی ماحولیاتی اراضی کے مالک ہوں۔ کراچی منفرد اور نمایاں فطری خصوصیات اور بھرپور تعمیری ورثے سے نوازا گیا ہے۔ لیکن ہمارے قدرتی ذرائع کی تفریحی استعداد اور تعمیری ورثے سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ چنانچہ اب ان کا وجود ناقص منصوبہ بندی اور انتظام کے باعث انتہائی خطرات سے دوچار ہے۔

کراچی کی بندرگاہ کی 100 کلومیٹر کی ساحلی پٹی وسیع حیاتیاتی تنوع کی مالک ہے۔ جہاں اجتماعی ماحولیاتی نظام سے میل کھاتے ہوئے حساس دلدلی جنگلات پائے جاتے ہیں۔ ساحل سے دور ساحلی کھاڑیاں اور جزیروں کا ماحولیاتی نظام ہے۔ اس کے علاوہ تفریحی ساحل ہیں۔ دنیا بھر میں کراچی کے ایسے ساحل ہیں جہاں سب سے زیادہ سبز کچھوے انڈے دیتے ہیں ساحلی سکونتی علاقے ایشیا کی سب سے بڑی مہاجر پرندوں کی آبادی کو پناہ فراہم کرتے ہیں۔

شہر کا حیاتیاتی تنوع صرف ساحل تک محدود نہیں ہے۔ یہاں منگھوپیر میں حیرت انگیز گرم پانی کے معدنی چشمے ہیں۔ گڈاپ کا بے آب گیاہ ماحول ہے۔ ناظم آباد کی پہاڑیاں ہیں۔ ملیر کے کھیت اور زرعی زمینیں ہیں۔ شہر سے چند گھنٹوں کے کار کے سفر کے بعد آپ کیرتھر نیشنل پارک کے پتھریلے قطع زمین پر پہنچ جائیں گے۔ کراچی میں متنوع تعمیری ورثہ ہے جس میں نوآبادیات کے دور اور اس سے قبل کے تعمیری نمونے بھی شامل ہیں جو شہر کے تاریخی ترقیاتی عمل کا اظہار ہیں۔ شہر کا فطری اور تعمیراتی ماحول شہریوں کے ساتھ ساتھ ملکی اور غیر ملکی مہمانوں کی جمالیاتی، روحانی اور تفریحی ضرورتوں کو پورا کرنے کی وسیع قدرت رکھتا ہے۔

بدقسمتی سے نئے منصوبے اور بے قاعدہ ترقی اور اس سے منسلک آلودگی کے خطرات کے باعث فطری اور تعمیری ماحول بھی خطرات سے دوچار ہے۔ کراچی 12 ملین سے زیادہ آبادی کا شہر ہے لیکن اس وقت اس کا ایک قابل عمل ماسٹر پلان موجود نہیں ہے۔ آلودگی کے خطرات بہت سنجیدہ ہیں۔ بلدیاتی اور صنعتی فضلہ صاف کیے بغیر سمندر میں چلا جاتا ہے جس سے حساس ساحلی ماحول تباہ ہو رہا ہے۔ کسی منصوبہ بندی کے بغیر ہونے والی ترقی اور کمزور تنظیمی کنٹرول شہر کے تعمیری ورثے کی تباہی اور تنزلی میں حصہ دار بن رہے ہیں۔

ایک دوسرے سے منسلک دلخراش مسائل نے بحران کو سنگین بنا دیا ہے۔ اب تک شہر کے لیے منصوبہ بندی کی ایسی کوئی دستاویز تیار نہیں ہوئی جس میں گزشتہ برسوں کے دوران بننے والے مختلف ماسٹر پلان بھی شامل ہوں جس میں فطری ماحول اور تعمیراتی لحاظ سے اہم تاریخی مقامات کے تحفظ اور بچاؤ کے لیے کسی لائحہ عمل یا منصوبے کی نشاندہی کی گئی ہو۔ منصوبہ بندی کا نہ ہونا اور پھر کمزور تنظیمی کنٹرول نے بے قابو شہری ترقی اور معمولی رویوں کو جنم دیا جس سے ہمارے قدرتی اور تعمیراتی گنج گراں مایہ کی بقا کو شدید خطرات لاحق ہوئے ہیں۔

آمدن برسرِ مطلب ”کراچی کو خوبصورت اور حسین بنانے کے طریقے“ یہ آج کا موضوع ہے یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ایک شہر کو خوبصورت بنانے کے لیے سب سے پہلے اس بدصورتی کو دور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو زمینی منظر کو بگاڑتی ہے۔ ایک پارک کے برابر میں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر شہر کو حسین بنانے میں موثر امداد فراہم نہیں کرتا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ یہ شہر زیادہ تر کسی منظور شدہ اور باعمل ماسٹر پلان کے بغیر ہی چلتا رہا ہے۔ نتیجے میں موجودہ زمین کا استعمال حلقہ بندی کے قانون کی شدید خلاف ورزیوں کے باعث بے ربط ترقی ہوئی جس کی بنیاد سماجی بھلائی کی خواہش پر نہیں بلکہ صرف اور صرف لالچ اور تجارتی فائدے پر تھی۔

کراچی میں زمین کو سماجی فائدے کے لیے ایک آلے کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اب یہ ایک تجارتی شے بن چکی ہے جہاں کبھی ایک تفریحی سہولت کے پلاٹ کی نشاندہی کی گئی تھی وہاں اب بدنما رہائشی عمارت کا ڈھانچہ کھڑا ہے یا اس سے بھی زیادہ بدنما تجارتی مراکز بن گئے ہیں۔ جیسا کہ آج کل شہر میں شاپنگ مالز کا رجحان ہے۔ کوئی بھی تجارتی سرگرمیوں کی ضرورت سے منکر نہیں ہے لیکن وہ شہریوں کو ناکافی کھلی جگہوں سے محروم کرنے کی قیمت پر جاری نہیں رکھی جاسکتیں۔

یہ شہر منصوبہ بندی کی کسی دستاویز یا عوامی قانونی جواز رکھنے والے سیاسی عمل کی بنیاد پر نہیں بلکہ زمین اور اس سے جڑے ہوئے دیگر مافیا اور بدعنوان سرکاری افسران کی ملی بھگت کے نتیجے

میں پھلا پھولا ہے۔

کمزور اور روبہ تنزل بنیادی ڈھانچہ، ابلتے ہوئے گٹر، سڑکوں پر کوڑے کے ڈھیر، پینے کے آلودہ پانی کی فراہمی نے حاکمیت کے شدید بحران کو تقویت دی ہے۔ جس نے اس شہر اور اس کے زمینی منظر کو بدشکل اور بدنما بنا دیا ہے۔ ہم تن تنہا کراچی جیسے بڑے شہر کے لیے منصوبہ بندی نہیں بنا سکتے۔ ہم شہر کو خوبصورت بنانے والی ایسی اسکیموں پر توجہ مذکور کر سکتے ہیں۔ جنہیں شہر کے وسیع ترقیاتی منظر کے مطابق اور مناسب سیاق وسباق کا حامل ہونا چاہیے۔ ہم ایک خوبصورت شہر کو اس کی بدصورتی کے اسباب کو ختم کیے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ ثقافتی جگہ ایک اور مختلف لیکن انتہائی اہم اور اٹوٹ مسئلہ ہے۔ کراچی جیسے بڑے شہر کے رہنے والے شہری زندگی سے منسلک دباؤ اور تناؤ کے ساتھ زندگی کی تیز رفتاری کا سامنا کرتے ہیں اور کراچی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ ایک ایسا شہر ہے جو دنیا کے دیگر بڑے شہری مراکز کے مقابلے میں اپنے حصے سے زیادہ دباؤ اور تناؤ کو سہہ رہا ہے۔

دنیا بھر میں فیصلہ ساز اور شہری منصوبہ ساز بڑے شہروں میں سماجی اور ثقافتی سرگرمیوں کو پائیدار بنانے اور ان کے فروغ پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ جو شہری آبادی کو ان کے دباؤ کے نکاس کا ایک ذریعہ مہیا کرتی ہیں اور ان کے اطمینان اور روحانی توازن کو بحال کرتی ہیں۔ تھیٹروں، آرٹ گیلریوں، کھیلوں کے مراکز، پارکس، کھلی جگہوں، لائبریریوں کا قیام یہ وہ چند طریقے ہیں جو ایک شہر میں روحانی اور ثقافتی روح پھونک دیتے ہیں۔

کراچی میں ایسی جگہیں کہاں ملیں گی؟ فیضی رحمین آرٹ گیلری کا منصوبہ ہماری شرمندگی کے بہت سے زندہ ثبوتوں میں سے ایک ہے۔ کراچی کو زندگی اور روح مہیا کرنے میں ہماری مسلسل ناکامی اور نااہلیت ہے زندگی سے بھرپور شہریوں کے چند گروپوں نے کاروانِ کراچی اور کارا فلم فیسٹیول جیسی پیش رفت سے اچھی شروعات کی ہیں۔ لیکن یہ عمل اب تک ادارہ جاتی نہیں بن سکا ہے۔ ہم اب تک تھیٹر اسٹیج کرنے اور دیگر پرفارمنگ آرٹس کی سرگرمیوں کے لیے اعلیٰ پائے کا کوئی آڈیٹوریم قائم نہیں کر سکے۔

یہ ستم ظریفی ہے کہ ایک ایسے شہر میں تغافل کی صورتحال کو پھلنے پھولنے کی اجازت دی گئی جو قومی معیشت میں سب سے بڑا حصہ ادا کرتا ہے۔ یہاں ملک کی واحد دو تجارتی بندرگاہیں ہیں۔ اس کے علاوہ یہ قومی صنعتی شعبے کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اگر حکومت شہر کے مستقبل میں سرمایہ کاری کا اپنے عزم اور خواہش یا اہلیت یا پھر دونوں ہی سے ہاتھ دھو چکی ہے تو نجی شعبے سے مدد کی درخواست کی جاسکتی ہے۔ حکومت سہولتیں اور آسانیاں بہم پہنچانے میں کردار ادا کر سکتی ہے۔

دنیا کے بڑے شہری مراکز میں نجی اور سرکاری شراکت داری کے کئی ماڈلوں پر نظر ڈالی جاسکتی ہے۔ نیویارک میں ٹائمز اسکوائر جو کبھی ایک بدنام زمانہ ریڈلائٹ ایریا تھا اب آرٹ اور تھیٹر کے لیے ایک مشہور شہری مرکز میں تبدیل ہو کر دنیا بھر میں ایک مثال بن چکا ہے۔ عوامی استعمال کے لیے شہر میں دستیاب جگہ کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کے لیے جدید اور اختراعی اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ مثلاً حکومت نجی شعبے کو اپنی جائیدادوں میں عوامی تفریحی استعمال کی جگہوں کا مشترکہ ادارہ بنانے کی ترغیبات دے سکتی ہے۔ نیویارک کے راکافیلر سینٹر جیسے منصوبوں سے فیض حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اس بات کا ادراک کرنا ضروری ہے کہ جب ہم عوامی جگہوں کی بات کرتے ہیں تو ان سے مراد وہ مقامات ہیں جہاں امیر اور غرب سبھی کی رسائی ہو اور وہ خوشی کا باعث ہوں۔ اس وقت کراچی میں تفریحی اور ثقافتی مقامات کا نمایاں اضافہ اعلیٰ طبقہ کے علاقوں میں مرتکز ہے۔ جبکہ عام آدمی کے لیے ایسی حقیقی جگہیں بنانے اور معیاری تفریحی ترقی کے پھیلاؤ کے لیے کچھ نہیں کیا گیا۔

کراچی میں جمالیاتی ماحول کو بہتر بنانے کے لیے منصوبہ بندی اور ترقی کی جانب ایک جامع رسائی کی ضرورت ہے۔ جو نہ صرف خوبصورت بنانے والی اسکیموں بلکہ پورے سیاق وسباق کا جائزہ لے جن میں ان کی منصوبہ بندی اور ترقی ہوئی ہے اور شہر کے لیے مجموعی منصوبہ بندی اور ترقی کے خواب کے ساتھ ان کے تعلق کا جائزہ بھی لے۔ منصوبہ بندی میں چند قابلِ عمل نسبتِ کار اور ہم آہنگی کی تقویت، شہر میں زمین کی ملکیت رکھنے والے مختلف اداروں کے درمیان ترقی اور قواعد و ضوابط کے طریقہ عمل، روبہ تنزل طبعی بنیادی ڈھانچے، ایک اہل پبلک ماس ٹرانزٹ نظام، حاکمیت کے اداروں کا استحکام، قانون کی عملداری جیسے مسائل شہر کو خوبصورت بنانے کے مقصد کو لے کر چلنے کی ضرورت ہے۔ جب تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوگا دیرپا اور پائیدار حل تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ کراچی شہر کو خوبصورت بنانے کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے تجویز کردہ چند عمومی اور خصوصی اقدامات درج ذیل ہیں۔

- کراچی کے لیے ایک تصور کی منصوبہ بندی کریں۔ ہم کراچی کو 25 برس بعد کیسا دیکھنا پسند کریں گے۔ پھر اس خیال کو حقیقت میں تبدیل کرنے کے لیے مناسب منصوبے اور پروجیکٹ تیار کریں۔
- کراچی کے ترقیاتی منصوبوں کے تمام متعلقہ فریقوں کے ہمراہ وسیع پیمانے پر عوامی اتفاق رائے پیدا کریں۔ شہری گروپوں، تعلیمی اداروں اور ذرائع ابلاغ کو بامعنی طریقے شامل کریں تاکہ اٹھائے جانے والے اقدامات کی پائیداری اور اقدام کے لیے عوامی جواز کو یقینی بنایا جاسکے۔
- شہر کراچی میں جمالیاتی ماحول کی بہتری کے لیے خصوصیت کے ساتھ سب سے اہم یہ ہے کہ ہر قیمت پر شہر کی باقی ماندہ جگہوں کو تجاوزات یا زمین کے دوسرے استعمال میں تبدیل ہونے سے بچایا اور محفوظ رکھا جائے۔ شہر کے لیے تفریحی ترقی کے لیے پانچ مختلف علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے جس پر عمل ہوسکتا ہے اور جس کے لیے عمل کی ترجیحات کی نشاندہی کی ضرورت ہے۔
- ساحلی تفریحی ترقی (اس سلسلے میں کے ڈی اے نے اقوام متحدہ کے تعاون سے کراچی ترقیاتی منصوبہ برائے ساحلی ترقی تیار کیا تھا جو نفاذ کے لیے ایک بہترین پلاننگ دستاویز ہے)۔
- کھلی جگہوں، سبز پٹیوں اور اعلیٰ معیار کے تفریحی اور تھیم پارکوں کو ترقی دینا۔
- شہر میں تھیٹر، آرٹس اینڈ کرافٹس، لائبریریوں اور عجائب گھروں وغیرہ کو فروغ دینے کے لیے ایک ثقافتی ضلع کو ترقی دی جائے۔
- شہر کے تعمیری ورثے اور ان کے استعمال میں تبدیلی کا تحفظ کیا جائے تاکہ تفریح کے لیے عوامی استعمال ہوسکے۔ اس کی ایک مثال 'موہٹہ پیلس' منصوبہ ہے۔
- بین الاقوامی معیار کی کھیلوں کی سہولتوں کو ترقی دی جائے۔
- کراچی کے بوسیدہ اور روبہ تنزل گردوپیش کے لیے شہری احیاء اور بحالی کے منصوبے کا آغاز کیا جائے جس کی بنیاد متاثرہ افراد کی بھرپور شرکت پر ہو۔

کراچی کی خوبصورتی کے ایک منصوبے کے لیے معاشرے کے جس طبقے کو وی آئی پی کی حیثیت دینی چاہیے وہ بچے اور نوجوان ہیں۔ ہمارے بچے ہمارا مستقبل ہیں۔ اس حقیقت کو جاننے کے لیے راکٹ تیار کرنے والے کسی سائنسدان کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی بھی قوم جو اس حقیقت کو سمجھنے میں ناکام رہتی ہے اور اس کے مطابق منصوبے نہیں بناتی وہ دراصل خودکشی کر رہی ہوتی ہے۔ ہمیں زندگی کی اس حقیقت کو نہیں بھولنا چاہیے۔

آخر میں کراچی کے خواب وخیال کو حقیقت میں بدلنے، ترقی اور تقویت دینے والی ایک مہم میں رابطے کے لیے مرکزِ نگاہ کی حیثیت سے میں جس ادارے کی نشاندہی کرنا چاہوں گا وہ شہری ضلعی حکومت کراچی ہے جس کے لیے شہر کی خوبصورتی ایک جزوِ اہم ہے۔ کسی بھی مہذب معاشرے میں جہاں ایک عملی جمہوریت کا وجود ہو ایک شہر کے عوام یا ایک شہر اپنے مقامی مسائل کے حل کے لیے اپنے منتخب نمائندوں کی جانب دیکھتا ہے۔ وہ وفاقی حکومتوں کی جانب سے آنے والے خصوصی ترقیاتی پیکیج کا انتظار نہیں کرتے۔ لوگ اپنے شہر سے بہتر طور پر وابستہ ہوتے ہیں اور سٹی کونسلیں اور ایسے دوسرے فورم مقامی مسائل کے حل اور بحث ومباحثے کے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں۔

کراچی مستثنیٰ نہیں ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ کراچی کی شہری ضلعی حکومت آگے بڑھ کر آنے والی نسلوں کو مدنظر رکھ کر کراچی کے لیے منصوبے بنائے۔

فرحان انور
اربن پلانر اور ایڈیٹر شہری نیوز لیٹر

انڈرپاس سے نکاسئ آب کا نظام ناقص تھا، لیکن اس سے بدتر اس کا نفاذ تھا

کے پی ٹی انڈر پاس۔ناقص پلاننگ کا شاہکار

یہ مضمون مون سون بارشوں کی تباہ کاریوں کے بعد لکھا گیا تھا۔ جب ناقص تعمیراتی پلاننگ اور تجاوزات کی بناء پر انڈرپاس تالاب بن گیا تھا اور کلفٹن اور باتھ آئی لینڈ کے رہائشی علاقوں میں گھٹنوں تک پانی کھڑا تھا۔ اس کے بعد انتظامیہ کی جانب سے نکاسئ آب کے ضمن میں متعدد اقدامات اٹھائے گئے، لیکن دسمبر کی بارش نے ایک بار پھر نام نہاد ماہرین تعمیرات اور منصوبہ بندی کاپول کھول دیا۔ کے پی ٹی انڈرپاس اس دفعہ بھی دریاکا منظر پیش کررہا تھا۔ کیا ہر بارش کے بعد ایسا ہی ہوگا؟ شہری سوال کرتے ہیں۔

شہری بحران

شہری رپورٹ

کے پی ٹی انڈرپاس کو صدر پاکستان کی ہدایت پر تعمیر پاکستان پروگرام کے تحت تعمیر کیا جانا تھا نسپاک کوایک مناسب ٹریفک مطالعے اور متاثرہ فریقوں سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اس کا ڈیزائن تیار کرنا تھا۔ سی ڈی جی کے اور سی پی حتمی ڈیزائن کی منظوری دیتے کیونکہ شون سرکل ان دونوں اداروں کی حدود کے دائرہ اختیار میں واقع ہے۔ کے پی ٹی کو اس کی ادائیگی کرنے کے لیے کہا گیا۔ (اے) اس کراسنگ پر آدھی ٹریفک کے پی ٹی سے متعلق ہوتی ہے۔ (بی) کے پی ٹی کے خزانے میں جانے والی تمام رقم شہر کراچی کے خرچ پر حاصل ہوتی ہے۔ ایف ڈبلیو او کا انتخاب کنٹریکٹر کی حیثیت سے کیا گیا۔

نسپاک نے ٹریفک کے ایک مطالعے کے بعد اسے ڈیزائن کیا۔ متعلقہ شہریوں سے مشورہ نہیں کیا گیا۔ سی ڈی جی کے اور سی بی سے حقیقتاً منظوری ہی نہیں لی گئی۔ دکانداروں اور علاقے کے ساکنان سے بات چیت محض ایک دکھاوا تھی۔ کیونکہ میڈیا میں اس سلسلے میں بہت شور مچایا گیا تھا لیکن ان کے اصل مشاہدات اور خدشات کو کبھی دور نہیں کیا گیا اور انہوں نے صرف زبانی جمع خرچ ہی کیا۔

اگرچہ کہ شون سرکل کراسنگ (کے پی ٹی انڈرپاس) سے متعلق بہت سے مسائل، نقائص اور خدشات ہیں لیکن ان میں کچھ بہت اہم ہیں۔ جن کی فہرست درج ذیل ہے اور یہ درخواست کی جاتی ہے کہ متعلقہ ادارے/عدالتیں انہیں گہرائی سے دیکھیں گی اور عوام/شہریوں کو آسانی اور سہولت بہم پہنچانے کے لیے ان کی اصلاح/بہتری کا حکم دیں گی تاکہ منصوبے پر جو کثیر رقم خرچ ہوئی ہے وہ واجب اور حق بجانب ٹھہرائی جائے۔

1- نکاسی آب کے نظام کا ڈیزائن ناقص تھا ہی لیکن اس سے بدتر اس کا نفاذ تھا۔ اسے اب بھی دوبارہ ڈیزائن کرکے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ تاکہ وہ مناسب طور پر ضرورتوں کو پورا کرسکے۔ سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ کے تمام راستے سے اسے منسلک کرنا ضروری ہے۔ صاف کیا ہوا یہ پانی پورے علاقے کو سرسبز و شاداب کرنے کے لیے استعمال ہوسکتا ہے۔

2- کسی بھی سمت سے آنے والی ٹریفک کو دائیں جانب موڑنے کی کوئی سہولت مہیا نہیں کی گئی جو ٹریفک مطالعے کے ساتھ مکمل طور پر متصادم ہے۔ ایک بہت مختصر سا سگنل شدہ دایاں موڑ اگلے کراسنگ (سب میرین چوک) پر ٹریفک جام پیدا کرے گا اور ٹریفک آہستہ روی کا شکار ہوگی کہ کسی سنجیدہ

حادثے کا امکان نہیں رہے گا۔ یہ عوام کو ایک بڑے جھمیلے سے بچائے گا کیونکہ انہیں پہلے بائیں جانب اور پھر دائیں جانب مڑنے کے لیے یوٹرن لینا پڑے گا۔ آپ تصور کر سکتے ہیں کہ سینکڑوں کاریں سگنل فری تیز رفتار ٹریفک کی حامل سڑکوں (خیابانِ رومی اور خیابانِ جامی دونوں) کو پیدا کر رہی ہیں۔ اگلی کراسنگ (تین تلوار/گلف کراسنگ، دو تلوار/جیمز اینڈ میری کراسنگ اور سب میرین چوک) پر ٹریفک کے بہتر بہاؤ کے بارے میں کچھ بھی نہیں سوچا گیا۔ جس کے نتیجے میں مزید ٹریفک جام ہوتا ہے اور شہریوں کو مزید کوفت اور پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

3- انڈر پاس سے گزر کر آنے والی ٹریفک تیز رفتار ہوتی ہے جسے شون سرکل سے آنے والی ایک اور تیز رفتار لین میں دونوں جانب (نزد کالٹکس پمپ اور نزد نہر خیام) پر مدغم ہونا پڑتا ہے۔ لیکن لوہے یا اسٹیل کی گرل کی بجائے ایک ٹھوس دیوار کی تعمیر کے باعث دونوں ڈرائیور اس ادغام سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے۔ جس سے تیز رفتار تصادم کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔

4- نکڑ کے جزیروں پر بدنما عجیب وغریب ڈھانچے تخلیق کیے گئے ہیں جن کے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں جانتا۔ جزیروں پر ایک ڈھانچہ استادہ کر دیا گیا ہے جو نہ صرف خطرناک ہے بلکہ گاڑی چلانے والوں کو مضطرب کرتا ہے۔

5- چاروں کونوں پر ٹریفک کے لیے بڑی حرکت سے سروس روڈ پر جانے کے لیے کٹ فراہم کیے گئے ہیں جو نکڑ کے بلاکوں (نزد ڈنکن ڈونٹ۔ ایم بی ڈبلیو شوروم۔ پیراڈائز اسٹور اور موٹاز مارکیٹ) کی پشت سے ظاہر ہونے والی اطرافی سڑکوں کے ساتھ متوازی نہیں ہیں۔ رکاوٹ ڈالنے والی ٹریفک ہے۔ جس کا نتیجہ مزید ٹریفک جام ہونے کی صورت میں نکلتا ہے۔

6- ڈیلاوالا آغاز کلفٹن سینٹر اور پیراڈائز کے سامنے بامعاوضہ پارکنگ کی جگہ کے اندر چار نئے جزیرے تخلیق کیے گئے ہیں۔ پارکنگ کی جگہ کم کر کے انہیں وافر جگہ دی گئی ہے۔ اور جائے پارکنگ اندر جانے اور باہر نکلنے کے راستے بہت زیادہ تنگ کر دیئے گئے ہیں جس کے نتیجے میں اور زیادہ ٹریفک جام ہو جاتا ہے۔

7- انڈر پاس کے شروع اور آخر میں دونوں اطراف کو مناسب طریقے سے ملا کر مکمل نہیں کیا گیا جو ایک اور خطرہ اور رکاوٹ ہے۔

8- پبلک بس اسٹاپ۔ ٹیکسی اسٹینڈ اور پیدل سڑک پار کرنے والوں کے لیے کوئی راستہ فراہم نہیں کیا گیا جو شہریوں کے لیے ایک بڑی زحمت ہے۔

ایف ڈبلیو اے کو یہ تمام عمل 4 ماہ (120 دن) میں مکمل کرنا تھا لیکن 13 ماہ (تقریباً 400 دن) گزر چکے ہیں اور اس کا خاتمہ دور تک کہیں نظر نہیں آتا۔ سی ڈی ٹی ڈبلیو اے نے پریس کے ذریعے ڈیزائن کے مرحلے پر ہی بیشتر مسائل کی نشاندہی ان کے سامنے کر دی تھی لیکن کسی نے بھی ان گزارشات پر کان نہیں دھرے۔

ایک اور تجویز یہ ہو سکتی ہے کہ جب یہ منصوبہ اپنی درستگی کے ساتھ مکمل ہو جائے تو صرف ایک ادارے کو اس کے چلانے اور دیکھ بھال کے لیے ذمہ دار بنا دینا چاہیے۔

❀❀❀

فوارہ خاموش کھڑا ہے

حکومت پاکستان کے سرکاری شعبے کے ایک ادارے کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ہاتھوں ہم کراچی کے شہریوں کو شدید پریشانی اٹھانی پڑی ہے۔ صحت اور جائیداد برباد اور روزمرہ زندگی کے انتشار سے بری طرح دوچار ہوئے۔

کے پی ٹی نے 225 ملین روپے کی لاگت سے ایک فوارہ تعمیر کیا ہے جو محض ایک آرائشی شے ہے اور ایک ایسے شہر کے باسیوں کے لیے باعث تذلیل ہے جس کی ایک بڑی آبادی کو پینے کا صاف پانی، بجلی، طبی سہولتیں اور ایمبولینس خدمات دستیاب نہیں ہیں۔ اس فوارے کو مناسب طور سے نشانِ کلفت کی حیثیت سے بیان کیا جا سکتا ہے جس نے عوام کو بے وقوف بنانے کے مقصد کو پورا کیا ہے۔ یہ فوارہ اب سمندر کے بیچ خاموش اور بے کار کھڑا ہے۔

کے پی ٹی نے کلفٹن میں 180 ملین روپے کی لاگت سے ایک سال کی مدت میں ایک انڈر پاس مکمل کیا ہے۔ اس انڈر پاس کا ڈیزائن اس قدر ناقص تھا کہ کراچی میں پہلی بارش کے چند گھنٹوں کے اندر ہی اس میں پانی بھر گیا اور وہ ایک نہر کی صورت اختیار کر گیا جس کے نتیجے میں تمام ٹریفک معطل کر دیا گیا۔ روزمرہ زندگی بری طرح متاثر ہوئی اور شہری جائیداد اور صحت کو نقصان پہنچا۔ اب انڈر پاس کی مرمت اور تعمیر کے مزید کئی ماہ اور مزید کئی ملین روپے درکار ہوں گے۔

ہم شہری ان منصوبوں کی منظوری دینے والوں اور تعمیر کرنے والوں کا احتساب چاہتے ہیں۔ قیمتی ریاستی زرائع کا غلط اصراف غیر متعلقہ منصوبوں مثلاً 225 ملین روپے کے پانی کے فوارے اور ناقص ڈیزائن شدہ 180 ملین روپے کا کلفٹن انڈر پاس پر کیوں کیا گیا۔ ہم اس کا احتساب چاہتے ہیں۔

بشکریہ: دی شیئرن۔ نیوز لیٹر آف ہیلپ لائن ٹرسٹ

عمارات کو انتہائی غیر تکنیکی طور پر منہدم کیا گیا

شہر کے باسیوں کو اپنے گردو پیش کے بری طرح متاثر کرنے والے مسائل پر خدشات و تحفظات لاحق ہیں تو شہری کو اطلاع دیں۔ برائے مہربانی ہمیں اس بارے میں لکھیں۔ تصویر ساتھ میں ضرور بھیجیں تاکہ کوشش بھتر ہو، مسئلے کا حل نکالا جائے۔(ایڈیٹر)

گردو پیش پر نگاہ

شہری رپورٹ

پلاٹ نمبر 627-1/C۔سی اے ایریا۔بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس۔کراچی ہماری رہائشی وتجارتی بلڈنگ 626-1/C سے منسلک ہے۔مذکورہ پلاٹ پر تعمیر شدہ بلڈنگوں کو منہدم کردیا گیا ہے۔

مذکورہ عمارات کو انتہائی غیر تکنیکی طور پر منہدم کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں ہماری عمارت میں کئی دراڑیں نمودار ہوگئیں ہیں۔اس سے ہمارے بجلی کی تقسیم کے انتظام کو خصوصاً بارش کے اس جاری موسم میں شدید خطرات لاحق ہوگئے ہیں۔

ان شکایات کو پلاٹوں کے مالک کے علم میں فوری طور پر لایا گیا لیکن یہ زبانی یاددہانیاں بے کار ثابت ہوئی ہیں۔

ہمارے علم میں یہ حقیقت آئی کہ ان پلاٹوں پر نئی تعمیرات ہوں گی جن میں تہہ خانوں (بیسمنٹ) کی فراہمی بھی رکھی گئی ہے۔اس صورتحال نے ان پلاٹوں پر ہونے والی تعمیرات کے بارے میں ہمارے خدشات اور تحفظات میں مزید اضافہ کردیا ہے اور ہم مسلسل ذہنی اذیت کے عمل سے گزر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اپنی عمارت (جس میں ہم رہائش پذیر ہیں) کی حفاظت اور سلامتی کے بارے میں زیادہ فکر مند ہیں۔

چنانچہ متعلقہ اداروں سے ضروری اقدامات کے اٹھانے کی مودبانہ گزارش ہے۔

نسیم عثمان ناگی
سابق ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن اینڈ اسپورٹس
گورنمنٹ سرسید گرلز کالج۔کراچی

ش۔ فرخ

حکیم محمد سعید کے چراغ

روشنیاں پھیلانے والے موت کے اندھیروں میں گم نہیں ہوتے

میرے سر پر ایک پرانا قرض تھا۔ جب سے حکیم محمد سعید نے مدینۃ الحکمت کی بنیاد رکھی تھی۔ میرے پاس مختلف مواقع پر دعوت نامے آتے رہے اور میں کسی نہ کسی وجہ سے نہ جا پاتی۔ اب کے ہمدرد یونیورسٹی کی دسویں کانووکیشن کا کارڈ آیا تو سوچا کچھ بھی ہو جائے میں اس میں شرکت ضرور کروں گی۔ بھلے سے وہ بہت فاصلے پر ہے۔ کیا ہوا کہ آج کل گرمی زوروں پر ہے۔ میری اور ہمدرد کی وابستگی تین دہائیوں سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ وہی رشتہ جو ایک رپورٹر کا کسی ادارے کے ساتھ ہوتا ہے۔ حکیم صاحب مجھے ہمیشہ حلیمی سادگی اور وقار کی تصویر لگتے تھے۔ سفید شیروانی جناح کیپ چہرے پر متانت، دوسروں کے دکھ بانٹنے والے، انہیں سکھ دینے والے۔ وہ آخری بار بھی اپنے گھر سے انسانیت کو دوا دینے کے ارادے سے نکلے تھے۔ بہت سی طویل سڑکوں اور آبادیوں سے گزر کر ہمدرد یونیورسٹی پہنچی تو حکیم صاحب کے مزار کو دیکھ کر خیال آیا کہ ارے آپ تو کہیں گئے ہی نہیں۔ یہ بات آپ کا بے علم قاتل نہیں جانتا تھا کہ جسد خاکی کو مارنا بے معنی ہے۔ روشنیاں پھیلانے والے موت کے اندھیروں میں گم نہیں ہوتے۔ ہمارے ہاں نیم خواندہ افراد نے مذہب کو تنگ کر دیا۔ آپ جو ایک اچھے مسلمان تھے وہاں روشن خیالی تھی۔ میانہ روی تھی۔ جب کبھی آپ کی صاحبزادی سعدیہ راشد سے ملاقات ہوتی ہے تو ان کے چہرے کی ملاحت آپ کی یاد دلاتی ہے۔ انہوں نے آپ کے ادھورے کام کی تکمیل کی ذمہ داری اٹھائی اور خوش اسلوبی سے نبھایا۔ یہ عزم ان کی شخصیت کی طاقت ہے۔ ایک بار سعدیہ بی بی نے کچھ قلم کار خواتین کو اپنے گھر پر دوپہر کے کھانے پر بلایا تھا۔ اس دوران یہ ذکر آیا کہ آپ زندگی کے آخری ایام تک اسی گھر میں مقیم رہے۔ مگر اپنی زندگی میں ہی بیٹی کی وراثت ان کے سپرد کر دی۔ سعدیہ نے بتایا تھا کہ آپ مکان کے جس کمرے میں رہتے تھے اس کا کرایہ دیتے تھے کہ وہ اب آپ کا نہیں رہا تھا اور آپ بیٹی پر بوجھ نہیں بننا چاہتے تھے۔ ہمارے زمانے میں بھلا کون ایسا ہوگا۔ یہاں تو بیٹیوں کو وراثت نہ دینے کے سو بہانے ہیں بلکہ ان کے وجود کی فروخت ایک کاروبار ہے۔ ایسا ہمیشہ سے تھا۔ اب بھی کچھ نہیں بدلا۔ باپ بیٹیوں کا سودا کرتے ہیں۔ بھائی بہنوں کی وراثت ہتھیانے کے لیے انہیں قتل کر دیتے ہیں۔ حق بخشواتے ہیں۔ کانووکیشن کے مہمان خصوصی اسپیکر سندھ اسمبلی مظفر حسین شاہ نے گلوبلائزیشن کے اس دور میں مساوی حقوق کی بات کی۔ گلوبلائزیشن کے بارے میں یہی دعوے کیے گئے تھے کہ اس سے غریب ملکوں کے عوام کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے گی لیکن غریبوں کے لیے کوئی نظام امید افزا نہیں ہوتا۔ ہر نظام امیروں کو مزید امیر بنا دیتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ ہم ہر بار آس لگا لیتے ہیں کہ ہمارا مستقبل حال سے اچھا ہوگا لیکن ہر دور حکومت میں وہی کچھ ہوتا رہتا ہے جو پہلے ہو رہا تھا۔ بہت دن سے پانی نہیں آ رہا تھا۔ ایک ہائیڈرنٹ سے رجوع کیا۔ ہر بار جواب ملتا کہ پانی کم ہے بکنگ زیادہ ہے اس لیے پانی نہیں مل سکتا۔ ضرورت مند صبح 4 بجے سے آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ دو ہفتے گزر گئے۔ کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی بالآخر ایک باوردی صاحب اختیار سے رابطہ کیا۔ واہ کیا طاقت ہے۔ ان کے حکم کے فوری بعد فون پر فون آنے لگے۔ گھر کا پتہ بتائیں۔ سنگل ٹینکر چاہیے یا ڈبل۔ پھر کمک کی روانگی کی اطلاع کہ ٹینکر روانہ ہو چکا ہے۔ سہراب گوٹھ پہنچ گیا بس دس منٹ میں آ جائے گا۔ رات کے 10 بجے پھر فون آیا۔ تصدیق۔ کیا پانی مل گیا؟ اچھا یہ فون نمبر لکھ لیں۔ جب کبھی پانی کی ضرورت ہو تو فون کر دیں۔ لیکن ہائیڈرنٹ والے تو ہر بار یہی کہتے تھے کہ پانی ہے ہی نہیں۔ پھر یہ؟ خدا جانے عام آدمی کے لیے میثاق بنیادی ضروریات کب ہوگا اور اس کی کیوں کر تعمیل ہوگی۔ سر دست تو سب ایک سا لگتا ہے۔ فرق صرف رنگ کا ہے۔ خاکی پتلون شرٹ، کالی واسکٹ اور سلکی جیکٹ کا۔ کانووکیشن کے خطاب میں مظفر حسین شاہ کہہ رہے تھے کہ ہر ایک کو اس کے حقوق ملنے چاہئیں۔ چاہے وہ چادر اور چار دیواری کے حقوق ہوں۔ میں چونکی۔ بھلا یہ چادر اور چار دیواری کے حقوق کیا ہیں۔ یہ نئی اصطلاح نہیں ہے۔ اسے ضیاء الحق نے رائج کیا تھا۔ عورتوں کو زبردستی محبوس کرنے کا نام۔ عورتوں نے کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ چادر اور چار دیواری دو (اس میں بخوشی حجاب پہننے وال عورتیں شامل نہیں ہیں) وہ کہتی ہیں ہمیں انسان سمجھو۔ ہمیں انسانی مساوات کا حق دو۔ شاید مظفر حسین شاہ جینڈر اصلاحات سے واقف نہیں ہیں۔ ویسے بھی ان کی اسمبلی کے سو جھمیلے ہیں۔ بتا رہے تھے کہ اسمبلی میں عورتیں بات بے بات پر سینڈل اتار لیتی ہیں۔ خیر چھوڑیں۔ اس پر پھر کبھی سہی۔ میں تو کانووکیشن کے ان کامیاب لڑکے لڑکیوں کو دیکھ کر حوصلہ پکڑ رہی تھی جو اپنی کامرانی پر اپنی ٹوپیاں ہوا میں اچھال رہے تھے۔ وہ لڑکا عنابی گاؤن پہن کر تقریب میں شریک اپنی ماں بہنوں سے کہہ رہا تھا "میں اچھا لگ رہا ہوں نا" ایک نوجوان سونے کا تمغہ سینے پر سجا والدین کے گلے لگ رہا تھا۔ ماں نے اس کی پیشانی کو چوما۔ باپ کا سر فخر سے بلند تھا۔ یہی ہیں وہ چراغ جو حکیم محمد سعید نے جلائے ہیں۔ پولینڈ کی نوبل انعام یافتہ شاعرہ وسواوا شمبورسکا نے لکھا تھا۔ میں بعض اوقات ایسی صورتوں کا خواب دیکھتی ہوں جو کسی بھی صورت سچ ثابت نہیں ہو سکتیں۔ وسواوا نے اپنے ہم عصر شاعروں سے کہا تھا کہ "سورج کے نیچے کوئی چیز نئی نہیں" سورج کے نیچے تم خود نئے نویلے پیدا ہوئے اور تم نے جو نظم تخلیق کی ہے وہ بھی سورج کے نیچے نئی ہے اور تمہارے پڑھنے والے بھی سورج کے نیچے نئے ہیں۔ (آئی پی ایس فیچر سروس)

ملک کے چند دیگر شہروں خصوصاً کراچی کے ہسپتالوں میں تقریباً روزانہ ڈینگی بخار کے باعث انسانی جانوں کا ضیائع تشویشناک امر ہے۔ اس مہلک مرض سے بچاؤ کے لیے یہ مضمون پیش کیا جارہا ہے۔

صحت

ڈینگی بخار سے بچاؤ کے لیے چند احتیاطی تدابیر

ڈینگی بخار کیا ہے؟

گزشتہ کئی ماہ سے پاکستان میں ڈینگی بخار اس قدر عام ہوا ہے کہ لوگ انجانے خوف میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ عوامی سطح پر کم آگاہی کی وجہ سے اسے توہمات سے بھی تعبیر کیا جارہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈینگی وائرس سے ایک بخار ہوتا ہے جس کا اگر بروقت علاج نہ کیا جائے تو جسم سے خون آنے لگتا ہے اور بسا اوقات مریض کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔ یہ مرض ڈینگی وائرس سے پھیلتا ہے جس کی کئی اقسام ہوتی ہیں۔ انسانوں میں اس مرض کے پھیلنے کی وجہ ایک خاص قسم کا مچھر ہے جس کا سائنسی نام Aedes Aegypti ہے۔ اگر یہ مچھر کسی مریض کو کاٹ لے تو مریض ڈینگی بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ عام طور پر دنیا کے گرم مرطوب علاقوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے افریقہ، انڈونیشیا، تھائی لینڈ اور بھارت میں یہ مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔

مچھروں کی بہتات کیوں؟

پاکستان کے بیشتر علاقوں میں گزشتہ دنوں خوب بارشیں ہوئیں جن کے سبب پانی جگہ جگہ کھڑا ہوگیا تھا۔ بروقت نکاسی نہ ہونے سے پانی وہیں کیچڑ بن کر سوکھ گیا۔ نکاسی کا انتظام اتنی تاخیر سے ہوا کہ مچھروں کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا۔ یہ مچھر انسانی آبادی کے قریب اپنے ٹھکانے بناتے ہیں۔ یہ گندے پانی، کیچڑ اور تالابوں میں پناہ حاصل کرتے ہیں اور ان کی افزائش میں دن دوگنا رات چوگنا اضافہ ہوتا ہے۔ مچھروں کی کچھ اقسام ایسی بھی ہیں جو گھروں کے اندر صاف پانی میں افزائش پاتے ہیں، ماہرین کا کہنا ہے کہ ڈینگی بخار کا باعث بننے والے مچھر صرف صاف پانی میں نہیں بلکہ گلدانوں اور گملوں میں لگائے گے پودوں میں بھی جنم لیتے ہیں۔ خاص کر ان علاقوں میں جہاں پر گھاس پھوس زیادہ ہوتی ہے یا فصلیں وغیرہ ہوتی ہیں یا جن علاقوں میں صفائی کا نظام نہ ہونے کے برابر ہو اور کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوں، وہاں بھی مچھروں کی افزائش آسانی سے ہوتی ہے۔

ڈینگی بخار پھیلانے والے مچھر کی پہچان

ماہرین کے مطابق ڈینگی وائرس مچھر کے ذریعے پھیلتا ہے جس کے جسم پر زیبرے کی طرح سفید اور کالی دھاریاں ہوتی ہیں اور یہ مچھر صرف دن میں کاٹتا ہے۔ یہ عام مچھر کے مقابلے میں زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ ڈینگی وائرس مادہ مچھر کے کاٹنے سے پھیلتا ہے چونکہ مادہ مچھر کو انڈے دینے کے لیے پروٹین کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے وہ پروٹین کی ضروریات پوری کرنے کے لیے انڈے دینے کے مقام سے کم از کم 500 میٹر اور زیادہ سے زیادہ 35 کلومیٹر تک کے علاقے میں پالتو جانور، گائے، بھینس، گھوڑا اور گدھے وغیرہ کو کاٹتی ہے۔ جانور نہ ملنے کی صورت میں مادہ مچھر انسانوں کو کاٹتی ہے۔ انسانوں کو کاٹتے وقت مادہ مچھر اپنے ڈنک سے 8 سے 10 سیکنڈ کے لیے انسانی جسم کے اس حصے کو سُن کردیتی ہے اور اس دوران اپنے لعاب (تھوک) میں موجود پیراسائٹ (جراثیم) کو منتقل کردیتی ہے جو انسانی جسم میں دو سے سات روز تک سائیکل پورا کرتا ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر انسانی جسم میں قوت مدافعت زیادہ ہو تو یہ وائرس خودبخود مر جاتا ہے تاہم نظام کمزور ہونے کی صورت میں وائرس انسان کے جگر پر حملہ کرکے اپنا اثر دکھانا شروع کردیتا ہے۔ مادہ مچھر انسانی خون کی شناخت انسانی جسم کی حرارت اور سانس سے خارج ہونے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ سے کرتی ہے۔ دنیا بھر میں مچھروں کی 3500 اقسام میں سے 70 فیصد ڈینگی وائرس پھیلانے کا باعث بنتی ہیں۔ ماہرین کے مطابق مچھروں کی سب سے زیادہ

> **ڈینگی بخار کا باعث بننے والے مچھر صرف صاف پانی میں نہیں بلکہ گلدانوں اور گملوں میں لگائے گے پودوں میں بھی جنم لیتے ہیں**

خطرناک اقسام وہ ہیں جو ڈینگی وائرس اور ڈینگی وائرل ہیمرجک بخار اور ملیریا جیسے وبائی امراض پھیلانے کا سبب بنتی ہیں۔

مرض کی علامات

طبی ماہرین کے مطابق جب ڈینگی وائرس حملہ آور ہوتا ہے تو:

1- تیز بخار ہوتا ہے۔

2- سردرد، جسم اور جوڑوں میں بھی درد ہوتا ہے۔ کمر درد بہت تنگ کرتا ہے۔

3- چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور سرخی جسم کے باقی حصوں میں پھیل سکتی ہے۔

4- آنکھیں بھی سرخ ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات آنکھوں کو حرکت دیتے ہوئے بھی درد محسوس ہوتا ہے۔

5- گردن میں گلٹیاں بھی نمودار ہوتی ہیں اور گردن میں تناؤ یا اکڑاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

6- نیند اڑ جاتی ہے۔

7- بھوک کا مر جانا اور متلی کا ہونا۔

8- شدید سردرد، نزلہ اور زکام اور جسم کے بعض حصوں میں سرخ نشانات کا پڑ جانا۔

9- اس کی وجہ سے خون میں پائے جانے والے خاص طرح کے خلیے یا ذرات (جو خون کو جمنے میں مدد دیتے ہیں) کم ہو جاتے ہیں ج سے جسم کے کئی حصوں سے خون جاری ہو سکتا ہے اور جلد کے نیچے خون جم جاتا ہے جس سے سرخ دھبے یا نشانات پڑ جاتے ہیں۔ عام طور پر یہ بخار چھ سے سات دن تک رہتا ہے یہ مرحلہ بہت سخت ہوتا ہے اور مریض کی حالت قابل رحم ہو جاتی ہے بروقت علاج نہ کروانے کی صورت میں مریض کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

مرض کا علاج

اس بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے نہ ہی اس کی کوئی ویکسین دستیاب ہے۔ لہٰذا علامات کے ظاہر ہوتے ہی مریض کو پینے کی چیزیں زیادہ سے زیادہ دیں اور فوراً قریبی مرکز صحت سے رجوع کریں۔ اس کا علاج انتہائی نگہداشت کے یونٹ میں ہی کیا جا سکتا ہے۔

ماہرین کے مطابق ڈینگی بخار سے نزلہ زکام ہوتا ہے۔ تاہم اگر اس کی مناسب دیکھ بھال نہ کی جائے اور باقاعدہ علاج شروع نہ کرایا جائے تو ڈینگی بخار ہیمرجک بخار میں تبدیل ہو جاتا ہے جس میں جوڑوں میں درد اور ناک، کان، جسم کے مختلف اعضاء سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ عام لوگوں کے لیے یہ جاننا ضروری ہے ڈینگی بخار خطرناک نہیں تاہم احتیاط اور باقاعدہ علاج نہ کرانے کی صورت میں ہیمرجک بخار میں تبدیل ہو جاتا ہے جو جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ فی الحال اس بیماری کا علاج مندرجہ ذیل طریقوں سے کیا جا سکتا ہے:

1- امدادی یا مدافعتی علاج معالجہ۔

2- مریض کو پانی اور دوسرے مشروبات کا زیادہ سے زیادہ استعمال جاری رکھنے پر زور دیا جائے۔

3- اگر مریض زیادہ کھا پی نہ سکے تو پھر اس کو ڈرپ لگائی جاتی ہے۔

4- اگر جسم میں خون جمنے میں مدد دینے والے خلیے بہت کم ہو جائیں اور جسم سے خون جاری ہو جانے کا احتمال ہو تو اس صورت میں خون جمنے میں مدد دینے والے خلیوں کی ڈرپ لگانا بہت ضروری ہے۔ بروقت علاج ہی ڈینگی وائرس سے بچاؤ کا حل ہے۔

یاد رکھیں کہ ڈینگی بخار کا واحد علاج احتیاط اور مچھروں سے بچاؤ ہے۔

بشکریہ: چرچ ورلڈ سروس پاکستان/افغانستان

احتیاط اور مریض کے خاندان کے لیے ہدایات

مریض کا ٹمپریچر 102 سے کم رکھیں۔ مریض کو پیراسیٹامول دیں مگر 24 گھنٹے میں چار دفعہ سے زیادہ نہیں۔

عمر	خوراک (250 ملی گرام)	ملی گرام خوراک
ایک سال سے کم	ایک چوتھائی گولی	60
ایک سے چار سال	آدھی گولی	120-60
پانچ سال اور زائد	ایک گولی	240

(بشکریہ: ڈبلیو ایچ او)

اس مرض پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ سرکاری اور عوامی سطح پر شعور اجاگر کیا جائے اور لوگ اپنے طور پر بھی احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اور عوام مل کر ایسے حالات پیدا کریں کہ مچھروں کی افزائش نہ ہو اور لوگ خود کو مچھروں کے کاٹنے سے بچائیں۔

1- گھر میں صاف پانی ذخیرہ کرنے والے برتنوں مثلاً بالٹی، کنستر، ڈرم، پھولدان، گملے کے نیچے رکھے ہوئے برتن اور پانی کی ٹینکی کو ڈھانپ کر رکھیں۔

2- مچھروں سے بچاؤ کے لیے دروازے اور کھڑکیوں پر جالی لگوائیں۔

3- کمرے کے اندر میٹ یا کوائل استعمال کریں تاکہ مچھر کے کاٹنے سے محفوظ رہ سکیں۔

4- گھروں کے اندر مچھر مار اسپرے کروائیں۔

5- طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں جسم کے کھلے حصوں پر مچھر بھگاؤ تیل لگائیں۔

6- ڈینگی بخار کی علامات ظاہر ہونے کی صورت میں فوراً قریبی اسپتال سے رجوع کریں۔

7- چھوٹی عمر کے اور شیر خوار بچوں کو مچھر دانی کے بغیر ہرگز نہ سلائیں۔

8- کھلی فضا میں حفاظتی تدابیر اختیار کیے بغیر نہ سوئیں۔

9- صاف پانی ذخیرہ کرنے والے برتنوں کو کھلا نہ چھوڑیں تاکہ مچھر اس میں پرورش نہ پا سکیں۔

10- مریض کو اسپرین یا بروفین کی گولی ہرگز نہ دیں۔

ان صفحات پر ہم ایڈووکیسی کے اپنے کام کی نشاندھی کرتے ہیں اور عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لیے شہریوں کی بھرپور شرکت کے متمنی ہیں

شہری ایڈووکیسی

شہری رپورٹ

کورنگی میں مجوزہ بجلی گھر۔ متوقع ماحولیاتی خدشات

ریجنٹ پلازہ ہوٹل میں 3-5-2006 کو ایس سی پی اے کی سماعت ہوئی وہاں ہمارے نمائندے نے جو نکات پیش کیے وہ درج ذیل ہیں۔

1- ای آئی اے کی رپورٹ نامکمل ہے۔ بہت سی باتوں میں تضاد ہے یا نامکمل ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جزوی طور پر اسے دیگر رپورٹوں سے ''کٹ اینڈ پیسٹ'' کا طریقہ عمل اختیار کیا گیا ہے۔ ایس ای پی اے کو ایک جامع رپورٹ حاصل کر کے تقسیم کرنی چاہیے۔

2- کراچی ماسٹر پلان میں موجود 37.5 ایکڑ رقبے کے اس پلاٹ کے استعمال اور حلقہ بندی سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ یہ رہائشی ہے۔ پھر یہ صنعتی علاقے میں کس طرح تبدیل ہوگیا؟

3- دلدلی جنگلات کی قربت۔ پانی کی واپسی کی گردش۔ پانی کا درجہ حرارت جو 30 سینٹی گریڈ سے زیادہ ہے۔ نسبتاً کم درجہ حرارت (این ای کیو ایس کے مطابق) پر لانے کے لیے ضروری آلات استعمال کیے جانے چاہئیں۔

4- منصوبے کے لیے سمندر سے زمین کی بازیابی کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ یہ دونوں ادارے بھی پانی کی قوت محرکہ کے مطالعے کے بعد ہی سمندر سے زمین بازیاب کرسکتے ہیں تاکہ بندرگاہ کے انتظام پر کسی قسم کے مضر اثرات کی پیشگوئی کی جاسکے۔ اس کے ساتھ ہی حاصل شدہ زمین صرف بندرگاہ سے متعلق سرگرمیوں کے لیے استعمال کی جاسکتی ہے۔ اس زمین کو ہوٹل، تجارتی پلازہ اور پاور پلانٹ وغیرہ کے لیے ہرگز استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

5- قانون کے تحت سمندر سے حاصل کردہ زمین پر کسی اور کا نہیں بلکہ صرف حکومت سندھ کا حق ہے۔

6- صدیوں پرانا عمومی قانون ''نظریہ عوامی امانت'' سمندری ساحلوں اور پٹیوں کی نجکاری اور تجارت کی اجازت نہیں دیتا۔ ساحلوں تک آزادانہ رسائی تمام شہریوں کا حق ہے۔ اس کے برخلاف ای آئی اے رپورٹ کے پیراگراف 13.2.1 کے مطابق:

''قریبی گوٹھوں کے ماہی گیر اس علاقے (37.5 ایکڑ) کو اپنی کشتیوں کو سمندر میں جانے کے لیے استعمال کرتے تھے اور 20 سے 30 چھوٹی کشتیاں یہاں لنگر انداز ہوتی تھیں۔ ان ماہی گیروں کو اس مقصد کے لیے کوئی قریبی جگہ تلاش کرنی ہوگی''۔

اس سے 5 گوٹھوں کے 25000 افراد کا روزگار بری طرح متاثر ہوگا۔

صفحہ نمبر 63 کا پیراگراف 13.2.6 اور صفحہ نمبر 72 کا پیراگراف نمبر 15.4 بھی ملاحظہ کیجیے۔ ''عوامی امانت کے قانون کو سندھ ہائیکورٹ نے کراچی میں تعلیمی شہر کے فیصلے کیس (2005CLC424) میں برقرار رکھا ہے اور متعلقہ شہریوں کی وہ پٹیشن عدالت کے زیر غور ہے جو انہوں نے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے ساحلوں کی کمرشلائزیشن کے خلاف دائر کر رکھی ہے۔

7- مندرجہ ذیل مسائل خصوصی توجہ کے حامل ہیں اور ای آئی اے کو انہیں جامع طور پر حل کرنا چاہئیں۔

اے۔ ایچ ایس ڈی ایندھن کے متبادل استعمال کے دوران این او ایکس (NOx) ایس او ایکس (SOx) اور پی ایم 10 (PM10) کا اخراج (صفحہ نمبر 8 پیراگراف 4.5.2 کے مطابق ہر سال 3 مہینے) ہوگا۔

بی۔ ملحقہ رہائشی علاقوں میں شور کی آلودگی:
ایک رہائشی علاقے میں ایک پاور اسٹیشن کا قیام کیونکر عمل میں آیا ہے؟ (نوٹ کریں: گوٹھ اسی طرح رہائشی ہیں جتنا کہ کراچی میں پی ای سی ایچ ایس، ناظم آباد یا ڈی ایچ اے میں فیز 2 یا اسلام آباد/راولپنڈی میں سیکٹر ایف 6/2 یا سیٹلائٹ ٹاؤن۔ ان گوٹھوں میں بدقسمتی سے غریب لوگ رہائش پذیر ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ان کے حقوق اہمیت نہیں رکھتے)۔

سی۔ ذخیرہ کرنے اور ایچ ایس ڈی ایندھن کے فضلے کے اخراج (بشمول زیر زمین پانی اور سمندری پانی کی آلودگی) کو روکنے کے اقدامات (بشمول ایمرجنسی اقدامات)۔

8- 132/220 کے وی اوور ہیڈ ٹرانسمیشن لائنز اور گرڈ اسٹیشن کی جگہ رہائشی علاقوں کے انتہائی قریب ہے اور اسلام آباد میں شہلا ضیاء کیس (PLD1994SC603) کا موضوع بھی ہے۔ انسانی صحت پر پڑنے والے برقی مقناطیسی لہروں کے مضر اثرات کا معاملہ ہر فرد کے لیے ایک اہم پُرفکر معاملہ ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا نکات پر تمام اہل فکر ہمیں فوری طور پر نگارشات بھیجیں گے۔

قانون تحفظ ماحولیات پاکستان (پی ای پی اے) 1997ء کی خلاف ورزی

سروے نمبر 13/3 دیہہ ڈی ٹیو ابراہیم کورنگی ٹاؤن، کراچی کے لے آؤٹ پلان کی منظوری۔

متعلقہ سرکاری اداروں نے اس شہر کے تعمیری ماحول کو کیوں مزید خراب ہونے دیا جبکہ وہ پہلے ہی ابتر ہو چکا تھا۔

برائے مہربانی مندرجہ نکات کو زیر غور لائیں۔

تیکنیکی مطالعے کی ایک کاپی (مجوزہ بڑے سب ڈویژن کی ضروری خدمات/بنیادی ڈھانچے/سہولیات کی دستیابی یا غیر دستیابی) اور نہ ہی لے آؤٹ پلان کی کاپی فراہم کی گئی۔ ہم سے کس طرح مدلل اور موزوں رائے یا اعتراضات کی توقع رکھی جاسکتی ہے؟ ہم اعتراض کس پر کریں؟

بی۔ پی ای پی اے 1997ء کے تحت آئی ای ای اور ای آئی اے قواعد وضوابط 2002ء کے شیڈول II کے ایچ۔1 کے مطابق کراچی جیسے بڑے شہروں میں زمین کے استعمال اور شہری منصوبوں کے پروجیکٹس کو ایک ای آئی اے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس میں عوامی شرکت ہو۔ کیا سی ڈی جی کے نے یہ کام کیا ہے؟

سی۔ کس قانون کے تحت مجوزہ لے آؤٹ پلان منظور کیا گیا ہے؟

ڈی۔ کیا پلاٹ سندھ اربن اسٹیٹ لینڈ (الاٹمنٹ کی منسوخی۔ تبدیلی۔ تبادلہ آرڈی نینس 2000 سے متاثر ہوا ہے؟

ای۔ کیا یہ اسکیم کے ڈی اے اسکیم 25۔اے اور شہر کراچی کی عمومی منصوبہ بندی سے مطابقت رکھتی ہے؟ کیا یہ قائم شدہ حلقہ بندی کے قواعد کے مطابق ہے؟

ایف۔ کے ای ایس سی۔ کے ڈبلیو ایس بی۔ ایس ایس جی سی ایل۔ پی ٹی سی ایل خدمات کس طرح مہیا ہوں گی؟ ان ضروری سہولیات کا نیٹ ورک جو پہلے ہی سے بوجھ تلے دبا ہوا ہے، کیا ایسے عارضی/اضافی تقاضوں کو پورا کر پائے گا۔

ہم آپ کے جواب کے شدت سے منتظر ہیں تاکہ ہم تفصیلی تبصرے/اعتراضات داخل کر سکیں۔

غیر قانونی استعمال زمین کی تبدیلی پلاٹ نمبر 183۔اے، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس۔ کراچی

شہری کو مذکورہ بالا پلاٹ پر غیر قانونی/بلا اجازت تعمیر کے بارے میں علاقے کے رہائشی افراد کی جانب سے ایک شکایت موصول ہوئی ہے۔ بلڈر اس رہائشی پلاٹ پر فلیٹ سائٹ تعمیر کر رہا ہے۔ علاقے کا دورہ اور ڈھانچے کی جانچ پڑتال نے ہمارے خدشات کی تصدیق کی ہے۔

یہ پلاٹ سنگل یونٹ رہائشی بنگلے کے لیے مخصوص تھا جس میں زیادہ سے زیادہ 5 سے 10 افراد رہائش پذیر ہوتے۔ لیکن پلاٹ پر متعدد فلیٹوں کی تعمیر کے نتیجے میں 50 سے 60 افراد آباد ہوں گے۔ ایک جگہ جو 5 سے 10 افراد کی رہائش کے لیے مناسب تھی وہ گنجان آباد ہو جائے گی۔ جس کا مطلب پہلے سے کمی کا شکار بنیادی ڈھانچے اور ضروری سہولتوں پر اضافی بوجھ ہے۔

سنگل یونٹ بنگلے کی متعدد فلیٹ سائٹ میں تبدیلی نہ صرف لیز کی شرائط کے خلاف ہے بلکہ ایس بی سی او 79 اور کے بی ٹی پی آر 2002 کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اس کے علاوہ پڑوسیوں کے لیے بھی ایک دردسری کا ایک ذریعہ ہوگا جو ایک پُرامن رہائشی علاقے میں رہائش کے جبلی حق کا تحفظ چاہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ پورے علاقے کے ماحول کی تنزلی اور تباہی کی صورت میں نکلے گا۔

بیرونی معائنے سے تعمیر کی مختلف خلاف ورزیوں کا مشاہدہ کیا گیا۔ سب سے نمایاں سی او ایس میں تجاوزات اور تعمیر ہے۔ ایک تفصیلی معائنے کے نتیجے میں مزید خلاف ورزیاں سامنے آئیں گی۔

اس لیے متعلقہ افسران سے التماس ہے کہ پلاٹ کو سیل کر دیا جائے کیونکہ ایک تجارتی/فلیٹ سائٹ کی حیثیت سے اس کا غلط استعمال کیا گیا ہے اور قانون کے برخلاف ہونے والی مختلف تعمیرات کو منہدم کیا جائے۔

رہائشی بنگلے کے پلاٹ کا تجارتی استعمال پلاٹ نمبر 119۔ بلاک 3، بی ایم سی ایچ سوسائٹی، کراچی

مندرجہ معلومات کو عام لوگوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

1- کے بی ٹی پی آر 2002 کی تکنیکی قواعد وضوابط کی کاپیاں 18-4.2.2 (اور دیگر قوانین منصوبہ بندی) بشمول ضروری سہولیات کی دستیابی (بجلی۔ پانی کی نکاسی وغیرہ) بنیادی ڈھانچہ (سڑک پر چلنے والی ٹریفک کی انتظامی استعداد۔ پارکنگ۔ کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنا وغیرہ) اور سہولیات (پارک۔ کھیل کے میدان۔ پولیس اسٹیشن۔ اسپتال۔ اسکول وغیرہ)۔

2- مجوزہ تبدیلی اطراف کے رہائشی علاقے میں مندرجہ بالا سہولتوں/بنیادی ڈھانچوں پر ضرورت سے زیادہ موجودہ بوجھ کے بارے میں اعداد وشمار اور معلومات۔

3- پی ای پی اے 1997ء کے تحت اعلان کردہ آئی ای ای اور ای آئی اے قواعد وضوابط 2002 تک جائزے کے شیڈول II کے آئٹم ایچ I کے مطابق کی جانے والی ماحولیاتی اثرات کی تشخیص (ای آئی اے) (شور۔ ہوائی آلودگی۔ ضروری سہولتیں۔ بنیادی ڈھانچے۔ گردو پیش میں اجنبیوں کا تعارف وغیرہ) کی عوامی شرکت کے ساتھ مجوزہ تبدیلی کی کاپی۔

جب تک یہ معلومات ہوں اس وقت

ملک کے قوانین کا احترام کیجیے

مندرجہ ذیل پر سختی سے عمل درآمد اور نفاذ ہونا چاہیے۔

- 119/3 بی ایم سی ایچ ایس۔ کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی. 25-1.3.2 کے پیچھے واقع رہائشی مکانات کو یکسوئی فراہم کرنے کے لیے ایک دیوار تعمیر ہونی چاہیے۔
- کوئی ورکشاپ۔ کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی 25-1.9 نہیں ہونی چاہیے۔
- کوئی کار شوروم کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی 19-2.2.6 نہیں ہونا چاہیے۔
- تمام دکانوں کا ڈیزائن ایسا ہو کہ وہ فٹ پاتھ پر قبضہ نہ کریں۔
- کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی 9.4، کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی. 21.6.2 اور کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی 25-1.3.1۔
- تفریح اور سہولت مہیا کرنے والی گلی یا سڑک پر گیٹ وغیرہ کے لیے کوئی جگہ مختص نہیں ہونی چاہیے۔ کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی 2-21۔
- کے ای ایس سی سب اسٹیشن کے لیے جگہ کی فراہمی۔ کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی 1-9۔
- کے بی ٹی پی آر 2000 قاعدہ نمبر 25-3.1 کے تحت سی او ایس کو برقرار رکھنا ہوگا۔
- تہہ خانے کا راستہ تفریحی سہولتوں کے راستے یا سائیڈ لین سے نہیں ہونا چاہیے۔ کے بی ٹی پی آر۔ آر ای جی 21-1

تک ہم کراچی کے شہریوں کی حیثیت سے علاقے کے ملاقاتی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ متعلقہ ادارہ اس سڑک پر رہائشی بنگلوں کے پلاٹوں بشمول پلاٹ نمبر 119/3، بی ایم سی ایچ سوسائٹی کی کمرشلائزیشن کی منظوری نہ دے کیونکہ:

- یہ پڑوسیوں اور شہر کے رہائشی باشندوں کے لیے ایک عوامی وبالِ جان بن جائے گا۔
- شہری منصوبہ بندی کے قوانین کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مناسب شہری منصوبہ بندی کے مطالعے کیے جائیں اور
- علاقے میں شہری/بلدیاتی سہولتوں اور بنیادی ڈھانچوں میں مناسب اضافے کے لیے قبل از وقت انتظام کرنا ضروری ہے۔

شہری حکومت کو ماحولیاتی تنزلی کا باعث بننے والے ایسے فوری حل پر عمل کرنے کی بجائے ماسٹر پلاننگ کے طریقہ کار اور مناسب شہری تجدید کو نافذ کرنا چاہیے۔

رہائشی علاقے میں سی این جی اسٹیشن کا کیس

گزشتہ کئی برسوں سے ہم رہائشی علاقوں میں پُرخطر اور آلودگی پیدا کرنے والی سی این جی اسٹیشن کے قیام پر اعتراض کر رہے ہیں۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ سی این جی اسٹیشن صنعتی یا تجارتی پلاٹوں پر قائم ہونے چاہئیں۔ رہائشی پلاٹ کو تجارتی پلاٹ میں تبدیل کر کے یا کسی اور مقصد کے لیے مختص پلاٹ پر ان کا قیام درست نہیں ہے۔

اوگرا کا عارضی و عبوری لائسنس واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ سی این جی اسٹیشن رہائشی علاقے میں واقع نہیں ہوگا۔

عظیم مقصد

رونالڈ ڈی سوزا چیئرپرسن شہری سی بی ای ایک نامی گرامی الیکٹریکل انجینئر ہیں۔ انہوں نے مزار قائداعظم پر آنے والے سینئر سٹیزنز اور خصوصی بچوں کے لیے لفٹ لگانے کا معاوضہ رضاکارانہ طور پر ایک روپیہ وصول کرنے کی پیشکش کی۔ حال ہی میں وفاقی وزیر برائے ماحولیات طاہر اقبال نے ایک افتتاحی تقریب میں انہیں یہ چیک پیش کیا۔

رونالڈ ڈی سوزا نے کہا ''میں نے یہ ملک اور بانی پاکستان کی محبت میں کیا ہے''۔ لیکن اس خزانے پر صرف میرا ہی حق نہیں ہوگا۔ رونالڈ ڈی سوزا نے مزید کہا۔ ''ارشد شاہد عبداللہ۔ آرکیٹیکٹ مشتاق اور بلال اسٹرکچرل مشیر چار چار آنے وصول کرنے کے حقدار ہوں گے، کیونکہ وہ مزار قائد پر لفٹ لگانے کے عظیم مقصد میں شریک ہونے میں مخلص ہیں۔ مزار قائد جو شایانِ شان اور قابل احترام ہے۔ اس کے لیے ہم سے یہ توقع تو کی ہی جاسکتی ہے۔ پاکستان کے شہری جو موئے اس کے تخلیق کردہ ملک میں رہ کر خوشحال زندگی گزار رہے ہیں''۔ انہوں نے اس چیک دلپسند کو فریم کرانے کے بعد اپنے دفتر میں آویزاں کیا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اب بھی اس شہر قائد میں اچھے دل اور روح کے مالک لوگ موجود ہیں جو اس کے لیے لامحدود عزت اور محبت رکھتے ہیں۔

مزار قائد پر لفٹ کی تنصیب

مزار قائد تک معذور افراد کی آسان رسائی میں مدد دینے کے لیے حال ہی میں ایک لفٹ ڈھلوان زینہ کا افتتاح ہوا۔

ڈھلوان راستہ مزار کے نچلے چبوترے سے لفٹ تک جاتا ہے۔ جس نے خصوصی شہریوں کو بالائی کنارے تک پہنچنے کے قابل بنا دیا ہے۔ زینہ راستہ بین الاقوامی معیار کے 1:20 کے تناسب سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اب خصوصی شہری کسی دوسرے کی جسمانی مدد اور سہارے کے بغیر مزار کے چبوترے تک پہنچ سکتے ہیں جو سطح سمندر سے تقریباً 91 فٹ بلند ہے۔ اگرچہ خصوصی افراد مزار کے کسی بھی گیٹ سے داخل ہو سکتے ہیں لیکن ایم اے جناح روڈ کے قریبی حصے کی جانب کھلنے والے دروازے باب ایمان کو ان لوگوں سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ یہ گیٹ وی وی آئی پیز کے زیر استعمال ہوتا ہے۔

خصوصی افراد کے لیے تعمیر ہونے والی لفٹ گلاس انکلوژر میں تعمیر ہوئی ہے۔ اسے خصوصی طور پر ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس میں دو دروازے ہیں۔ جن میں ایک داخل ہونے اور دوسرا باہر نکلنے کے لیے مخصوص ہے تاکہ معذور افراد کو نقل و حرکت میں آسانی اور سہولت رہے۔

زینہ کی تجویز مزار کے اصل ڈیزائن میں شامل تھی جب 1970ء کے عشرے میں اس کی تعمیر ہوئی تھی لیکن اس وقت لفٹ کو تعمیر نہیں کیا گیا۔ بعد میں اس سہولت کے امکان کو باغ قائداعظم کے عمومی منصوبے میں شامل کر لیا گیا جو 2000ء میں مکمل ہوا لیکن ڈھلوان راستے کی سہولت کو دوبارہ نظر انداز کر دیا گیا۔

آخر کار جب جنرل پرویز مشرف کچھ عرصہ قبل مزار تشریف لائے تو انہوں نے اس سہولت کی تعمیر کا حکم دیا اور ان خصوصی افراد کے لیے ڈھلوان انتظام وجود میں آیا جو کل آبادی کا 10 فیصد ہیں۔

Citizens Demand Accountability

* Hon'ble President of Pakistan - Fax No. 051-9207656
* Hon'ble President of Pakistan - Fax No. 051-
* Hon'ble Chief Justice of Pakistan - Fax No. 051-9213452
* Hon'ble Chief Justice Hight Court of Sindh - Fax No. 9203221

Re :
1. Karachi Port Trust - Project
   Clifton Underpass, KPT Fountain
2. Closure of Nehr-e-Khiyam
3. Under construction underpasses and flyovers
   being built under the Tameer-e-Karachi Programme

The citizens demand accountability of those who built and approved these projects. We want accountability on why precious state resources were/are misspent on irrelevant projects like the Rs. 225 million water fountain and the Rs. 180 million on Clifton underpass, closure of Nehr-e-Khiyam and underpasses under construction in other parts of the city.

#	Name	Address	Signature

بقیہ: ڈونگی پارک

مزید برآں ایک پبلک گراؤنڈ جو عوام کے زیرِ استعمال ہو اسے عوامی سماعت کے بغیر اس وقت تک نہیں تبدیل کیا جاسکتا جب تک کم از کم منسلک جائیدادوں سے این او سی حاصل نہ کیا جائے۔ ایل ڈی اے یا صوبائی حکومت یک جنبشِ قلم سے عوامی جذبات سے نہیں کھیل سکتی۔

پارک کی تبدیلی انتہائی مشکوک انداز میں ہوئی ہے جو شفاف نہیں ہے۔ نیز ایل ڈی اے ایکٹ کی دفعہ نمبر 6 کے تحت ادارہ کسی کمپنی یا کسی اور شخص کے حق میں سینما ہاؤس کی تعمیر کے لیے پلاٹ کی تبدیلی کا دائرہ اختیار نہیں رکھتی۔ ایل ڈی اے ایکٹ کے تمہیدی بیان کے مطابق ادارہ بلدیہ عظمٰی کی منصوبہ بندی کے جامع نظام کو نافذ کرسکتا ہے جو عوامی مفاد میں ہو تاکہ لاہور کی بلدیہ عظمٰی کے علاقے میں معیارِ زندگی اور ماحول بہتر ہوسکے۔ سینما اور شاپنگ مال کی تعمیر سے مندرجہ بالا کسی ایک مقصد کو بھی حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

مندرجہ دلائل کے خلاف کسی تعصب کے بغیر یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ زمین کو منتقل کیا جاسکتا ہے لیکن یہ صرف پبلک ٹینڈر طلب کیے جانے کے بعد ہی ممکن ہے۔ موجودہ کیس میں یہ لین دین خاصہ مشکوک اور غیر شفاف ہے۔ پارک کی اوسط قیمت 250 ملین روپے سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ ایل ڈی اے اسے اس طرح نہیں دے سکتا۔ مدعا علیہ کمپنی صاف وشفاف عمل کے ذریعے آگے نہیں آئی ہے جس سے ایل ڈی اے اور صوبائی حکومت کی ناقص حاکمیت کی عکاسی ہوتی ہے۔

ایسی کوئی مثال نہیں ملتی جب ایل ڈی اے نے اپنا کوئی پارک کسی شاپنگ مال اور سینما ہاؤس کی تعمیر کے لیے دیا ہو۔

حکومت پنجاب ایسی کسی سرکاری زمین پر شاپنگ مال قائم کرنے کا اختیار نہیں رکھتی جس کی مالیت تقریباً 2500 ملین روپے ہو۔ پورے منصوبے کی مالیت 3500 ملین روپے سے زیادہ نہیں ہے اور جہاں مقامی یا بین الاقوامی ٹینڈر بھی نہیں ہے۔ لین دین کا یہ پورا معاملہ داغدار اور غیر شفاف اور اچھی حاکمیت کے منافی ہے۔ سرکاری اداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ کسی بھی نئے منصوبے کے لیے ٹینڈر طلب کریں۔ اس قدر قیمتی زمین مدعا علیہ کمپنی کے سپرد کردی گئی اور آئی میکس کو ٹینڈر کے کسی عمل کے بغیر ہی کنٹریکٹ دے دیا گیا۔ یہ منصوبہ عوامی دلچسپی اور مفاد سے عاری ہے اور اس کا مقصد وسیع پیمانے پر مالی فوائد حاصل کرنا ہے۔ پارک میں سینما ہاؤسز کے قیام کے لیے مالی طور پر مفید ہونے کے بارے میں دیگر معلومات حاصل نہیں کی گئیں اور نہ کسی قسم کی کوئی جائز رپورٹ تیار کی گئی۔ مذکورہ اقدامات کی کوئی وضاحت پیش نہیں کی گئی اور نہ ہی عوام کے سامنے پوری حقیقت بیان کی گئی۔ ❀❀❀

شہری کے لئے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف
- میڈیا اور بیرونی روابط (نیوز لیٹر)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول۔

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم / فیس) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

''شہری'' میں شمولیت اختیار کیجئے
ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

اگر آپ ''شہری'' میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کردیں۔

شہری برائے بہتر ماحول۔ 206 جی۔ بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس، کراچی 75400۔ پاکستان

ٹیلی فون / فیکس: (92-21)4530646-4382298

E-mail address:
Shehri@cyber.net.pk • info@shehri.org
(Web site) URL:http//www.onkhura.com/shehri

نام ________________ ٹیلی فون (گھر) ________________

ایڈریس ________________________________

پیشہ ________________ ٹیلی فون (دفتر) ________________

''شہری'' کی رکنیت

2007ء کے لئے ''شہری'' کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ ''شہری'' میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف کرنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد دیں۔

شہری آلودگی

ساحل سمندر پر مردہ مچھلیوں کی آمد

کچھ عرصہ قبل ایک غیر معمولی واقعے میں 5 سے 15 سینٹی میٹر لمبی 100 ٹن مچھلیوں کا ایک ریلا سی ویو ساحل پر پہنچا۔ سی ویو پر واقع ولیج اور کنارہ ریستوران کے درمیانی علاقے میں مردہ مچھلیوں کا یہ ریلا ساحل پر پھیل گیا۔ جیسے ہی مردہ مچھلیاں ساحل پر پہنچیں مقامی ماہی گیر اور شعبہ فشریز کے ترکوں نے انہیں جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاں یہ بتانا مناسب ہوگا کہ آبی ذرائع شعبہ فشریز کی ملکیت ہیں اور ان کا محفوظ انتظام اور ذخیرہ کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ ماحولیاتی شعبے ڈی ایچ اے نے مردہ مچھلیوں کے نمونوں کو زہر کی تحقیقات کے لیے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشنوگرافی کو بھیج دیا۔ رپورٹ کے نتائج کے لیے اب تک منتظر ہیں۔ ڈی ایچ اے کی ماحولیاتی انجینئر غزالہ آفتاب نے ایک بیان میں خبردار کیا کہ انسانی غذا کے لیے مردہ مچھلیاں غیر مناسب ہیں اور انسانی صحت کے لیے شدید خطرہ ہیں۔ انہوں نے عوام کو مشورہ دیا کہ وہ محتاط رہیں اور ان کے استعمال سے گریز کریں۔ اس دوران شعبہ فشریز نے علاقے سے مردہ مچھلیوں کے انبار کو ہٹا کر پورے علاقے کو صاف کر دیا۔ ماہین اے راشدی نے روزنامہ 'ڈان' میں تحریر کیا ''ہزاروں کی تعداد میں چھوٹی مردہ مچھلیاں سی ویو ساحل پر پھیلی ہوئی تھیں''۔ ایک شخص نے اس منظر کا مشاہدہ کرتے ہوئے تبصرہ کیا کہ ''ایسا لگتا ہے جیسے ایک بیمار سمندر نے قے کر دی ہے''۔

این آئی او ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر ایم ایم ربانی نے تصدیق کی کہ ساحل پر پائی جانے والی مچھلیاں گلپھڑوں کے بند ہونے اور سانس لینے میں مشکلات کی وجہ سے مری ہیں جس کی وجہ ساحل کے ساتھ ساتھ پانی، گاد اور تلچھٹ میں تیل کا جمع ہونا ہے۔ وجہ ریڈ ٹائیڈ نامی مظہر قدرت بھی ہو سکتا ہے جو تمام ساحلوں کے نزدیک عام ہے۔ مچھلیاں عموماً پانی میں آکسیجن کی اچانک کمی کی وجہ سے مرتی ہیں۔ وسیع پیمانے پر چھوٹے آبی جانوروں اور پودوں کی دوبارہ پیدائش و افزائش ہوتی ہے اور وہ آکسیجن کا استعمال کر لیتے ہیں بہت سے ادارے اور سرکاری محکمے ماحول کے تحفظ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود آبی آلودگی کو حقیقی معنوں میں مانیٹر کرنے کے لیے مضبوط اور ٹھوس اقدامات نہیں اٹھائے گئے چند عشروں میں شدید نمکیاتی حالات اور ماحولیاتی تنزلی نے آبی نشو و نما اور بڑھاؤ کی استعداد کو خاصی حد تک کم کر دیا ہے۔

اگرچہ کہ علاقے میں مچھلیوں کے بارے میں دستاویزی اعداد و شمار محدود ہیں کیونکہ مچھلیوں کے ذخیرے کا جائزہ کبھی نہیں کیا گیا۔ اندازہ ہے کہ ہمارے سمندروں میں لاتعداد اقسام کی مچھلیوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ متعلقہ محکموں مثلاً کراچی پورٹ ٹرسٹ ادارہ تحفظ ماحولیات سندھ سندھ، ادارہ اوشنوگرافی، کے ایم سی یا سٹی گورنمنٹ میں سے کوئی بھی اس مسئلے پر نیند سے جاگتا دکھائی نہیں دیتا۔

جھینگے کے علاقے ختم ہو چکے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ صنعتی فضلے کو سمندر میں ڈالنے سے پہلے دو مرحلوں کے ذریعے صاف کیا جائے کیونکہ کے ایم سی کے پاس ٹریٹمنٹ پلانٹ نہیں ہے اس لیے اس فضلے کو اس کے پورے زہریلے مادوں کے ساتھ پانی میں ڈال دیا جاتا ہے۔

بشکریہ: ڈی ایچ اے نیوز۔ بہار 2006ء

شہری احتساب کا مطالبہ کرتے ہیں

شہری منصوبوں کی خراب منصوبہ بندی اور تکمیل پر عوام کے پیسے کی بربادی کے خلاف شہری گروپوں نے شون سرکل انڈر پاس پر بینروں اور نعروں کے ساتھ عوامی احتجاج کا مظاہرہ کیا۔

شہری کی امبر علی بھائی نے سوال کیا کہ کے پی ٹی شہری بہتری کیوں چاہتی ہے؟ اس قسم کے فرائض شہری حکومت کو سرانجام دینے چاہئیں جو تمام متعلقہ سہولتوں اور عوامل کے ساتھ رابطہ رکھے۔ یہاں صرف ایک ذمہ دار ادارہ ہونا چاہیے۔ کے پی ٹی کو اگر شہر سے کوئی لگاؤ اور احساس ذمہ داری ہے تو اسے یہ رقم شہری حکومت کو دینی چاہیے تھی۔

ہیلپ لائن ٹرسٹ کے حامد میکر پہلے ہی زخم کھائے ہوئے تھے انہوں نے کہا ''کیا شہری ادارے اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے کہ سیلابی پانی کے نکاس کا مسئلہ ہر سال شدید ہوتا جا رہا ہے کیونکہ آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور پانی کے راستوں اور نالوں پر تجاوزات بڑھ گئی ہیں؟ جب تک مستقبل میں شہری بنائے جانے والے علاقوں سمیت پورے شہر کے لیے سیلابی پانی کے نکاس کے لیے جامع ماسٹر پلان نہیں ہوگا اس وقت تک انڈر پاس کی تعمیر پنپنے والی نہیں ہے''۔

شدید بارشوں کے دوران بارش کے تمام پانی کو سمندر تک پہنچنے کے لیے فوری راستہ نہیں مل سکا۔ چنانچہ وہ مختلف علاقوں اور گردو پیش میں انتہائی نشیبی جگہوں پر جمع ہو گیا۔ ان نشیبی جگہوں میں انڈر پاسز، عمارات کے تہہ خانے اور سڑکوں کے گڑھے شامل ہیں۔ پانی ان جگہوں میں جمع ہوگا۔ سڑے گا اور بنیادوں اور سڑکوں کی بالائی سطح کو برباد کر دے گا۔

حکومتی جواز

وزیر پورٹ وشپنگ بابر غوری نے کہا کہ:

''ہماری حکومت ایشوز اور مسائل سے نمٹنا خوب اچھی طرح جانتی ہے''۔

- ''مظاہرین کو سیوریج اور سیلابی پانی کے نکاسی نالوں پر ہونے والی تجاوزات کے خلاف مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ماضی میں جہاں چار افراد رہتے تھے اب وہاں پانچ سو فلیٹ ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ضرورت سے زیادہ گنجان آبادی نے ایسے واقعات کو جنم دیا ہو''۔
- انڈر پاس کی جانب سڑکوں پر 150 ملین پانی جمع ہوا۔ پیر کی رات کو 100 ملین گیلن پانی انڈر پاس میں داخل ہوا۔ پانی باتھ آئی لینڈ کی جانب سے آیا تو

صورتحال نہایت ابتر ہو گئی کیونکہ شاہراہ سے نہر خیام کو آنے والی سیوریج لائین ٹوٹ گئی۔ ایف ڈبلیو او اور کے پی ٹی کے عملے نے مل کر 36 گھنٹے میں پانی کو نکالا۔ کلفٹن کنٹونمنٹ بورڈ کے تحت آنے والے علاقوں کا کوئی نالہ بھی کام نہیں کر رہا تھا۔

- ایف ڈبلیو او کے بریگیڈیئر فلک شیر نے کہا کہ ''3 ملین گیلن پانی انڈر پاس میں داخل ہوا جبکہ وہاں لگائے گئے پمپوں کی پانی کو نکالنے کی استعداد 30,000 گیلن فی گھنٹہ ہے ایک 15 انچ قطر کا پائپ سسٹم انڈر پاس کے لیے وضع کیا گیا''۔
- لوگ کے پی ٹی انڈر پاس کو اس وقت سے استعمال کر رہے ہیں جب سے وہ تعمیر ہوا ہے لیکن یہ صرف تین دنوں کے لیے بند کیا گیا تھا۔